رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

الحکم

چہ گویم بانور آئی چہادر قادیان بینی || دوا بینی شفا بینی عوض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ص (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر نے ر (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ ر (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲

نمبر ۳۲ || قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ رجب ۱۳۲۳ہجری || جلد ۹

فہرست مضامین

کون ہے؟ جو میری آواز سنتا ہے

بعض اہل الرائے لوگون کے نزدیک ایک ہی بات کا بار بار دوہرانا اور تکرار کرنا پُر لطف نہین رہتا اور اپنے اثر کو زائل کر دیتا ہے لیکن ایک اور فریق ہے جو یہ کہتا ہے کہ

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس   در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اس دوسرے گروہ کا یہہ بھی خیال ہے کہ ایک ہی بات کا تکرار آخر اثر کئے بغیر نہین رہتا - یہانتک کہ ایک معمولی دریا جو ایک پہاڑ سے جا کر ٹکرا کہا تا ہے اور پیچھے ہٹ آتا ہے وہ بھی جب بار بار ٹکرین کہاتا ہے تو اپنا راستہ اس سنگلاخ مین بنا لیتا ہے - پھر انسانی قلوب مین ایک بات کا گھر کرنا کونسی بات ہے - اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی بھی سنت چلی آتی ہے کہ وہ تھکتے نہین ہارتے نہین لوگ ان کی باتون سے بے اعتنائی ظاہر کرتے انہین سٹری اور مجنون کہتے بعض بیوقوف اور سفیہ خود غرض کہہ اٹھتے لیکن وہ ایسے کوہ وقار ہوتے ہین کہ اپنی بات کہے جاتے ہین انکا یہ استقلال عزم الامور مین سے ہوتا ہے اور آخر ایک خارق عادت اثر پیدا کرتا ہی پس مین بھی اس اسوہ حسنہ کو مد نظر رکہکر کہتا ہون -

ہر چند اس سے پہلے بھی بار ہا عرض کیا گیا لیکن محض اس خیال پر کہ ان تحریرون پر کافی اور پورا نوٹس نہین لیا گیا آئیندہ بھی خاموش رہنا بالکل نامناسب ہے - کیونکہ قلوب کی مختلف حالتین ہوتی ہین بعض اوقات وہ ایک تحریر پڑھتے یا سنتے ہین اور اس کا کچھہ اثر نہین ہوتا لیکن دوسرے وقت وہ ایسی بیدار حالت مین ہوتے ہین کہ وہی تحریر یا تقریر ایک گہرا اثر کئے بغیر نہین رہتی - کیا عجب کہ یہ مضمون میرے کرمفرما ناظرین بیداری کی حالت مین پڑہین -

الحکم کے چلانے مین جو مالی مشکلات میری راہ مین آپڑتے ہین وہ بعض اوقات ایسے پشت شکن ہوتے ہین کہ کوئی دوسرا شخص انہین محسوس بھی نہین کر سکتا - مینے ایک مرتبہ اپنی مشکلات کا ایک مرقع ہدیہ ناظرین کیا تہا انہون نے اس سے متاثر ہو کر میرے ساتھہ اظہار ہمدردی کیا لیکن انہون نے اسے ایک معمولی طبع آزمائی کا نتیجہ سمجھا -

آپ بخوبی جانتے ہین کہ الحکم کے ذریعہ کس خدمت کا کرنا مقصود رکہا گیا ہے جسقدر فوائد الحکم سے قوم کو پہونچے ہین وہ قوم خود محسوس کر چکی ہے اور اقرار کر چکی ہے لیکن اس کے مقاصد کی اشاعت کا دائرہ اسقدر محدود ہے جو ایک قومی اور مذہبی اخبار کی حیثیت سے بہت ہی کم ہے - وہ قوم جو اشاعت حق کیلئے ایک خاص جوش اپنے اندر رکہتی ہے - جس جوش کی روح انکے اندر خدا تعالے کے ایک مامور و برگزیدہ کے انفاس قدسیہ کے ذریعہ آتی ہے اسکے مسلم قومی آرگن کی اشاعت کا ایک ہزار کے اندر محدود ہو جانا اور اس سے متجاوز نہ ہونا نہایت ہی تعجب خیز امر ہے -

مین جانتا ہون کہ الٰہی سلسلون کی ترقی تدریجی ہوتی ہے اور ان کے ماتحت نشو و نما پانے والے سلسلون کا بھی یہی حال ہوتا ہے - لیکن اس کے یہ معنے نہین ہین کہ ہم ہاتھہ پاؤن توڑ کر بیٹھہ رہین اور اسباب کے حصول کیلئے کچھہ بھی سعی نہ کرین - مین اس امر کا بھی اعتراف کرتا ہون کہ الحکم کی موجودہ اشاعت اس کے اخراجات کی کفیل ہے لیکن اسمین بھی کوئی کلام نہین کہ بعض احباب کا ادائے قیمت کیطرف سے بے پروا ہونا اور اجرا شدہ وی پی پیکٹوں کا واپس کرنا اور اسی قسم کی مزید اخراجات پڑ کرنا کافی ہو جاتی ہے اور مطبع کی بعض دوسری مدات پر بھی ہاتھہ پھیر جاتی ہے -

اور پھر بھی آئے دن کسی نہ کسی قسم کے مشکلات کا سامنا رہتا ہے - ان باتون کے علاوہ یہ ضروری امر ہے کہ اخبار کی اشاعت بڑہائی جاوے - کیونکہ جسقدر اس کی مالی حالت مستحکم اور اچھی ہوگی اوسی قدر وہ زیادہ مفید اور دلچسپ ہو سکیگا - اس لحاظ سے مین ہر پرستان الحکم کیخدمت مین التماس کرتا ہون کہ وہ اس کی ترقی اشاعت کیلئے سعی کرین - اگر ایک ضلع کی جماعت الحکم کی ایک ایک سو کاپی اپنے ضلع کے لئے لے تو یکدم اس کی تعداد کئی ہزار ہو سکتی ہے - ہمت اور سعی کیجاوے تو یہ کوئی بڑی بات نہین -

تاہم مین ہر کسی قدر نا قابل عمل سمجہ کر یہ ہر خریدار الحکم کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ کم از کم مہینہ مین ایک خریدار جدید الحکم کیلئے بہم پہنچائے - جو لوگ الحکم کی خدمات اور اسکے مفاد کے دائرہ کو وسیع کرنے کے آرزومند ہین وہ میری اس تحریر پر توجہ کرینگے - مین امید کرتا ہون کہ میری یہ تحریر اپنا اثر کئے بغیر نہ رہیگی -

اور دراصل یہ سب کچھہ موقوف ہے اللہ تعالے ہی کے فضل اور توفیق پر - اسلئے اس سے دعا ہے کہ وہ خود ہی قلوب کو ادہر متوجہ کرے - مین الحکم کی اگلی اشاعت سے توسیع اشاعت الحکم کا کالم پھر لکھون گا انشاء اللہ اور ناظرین الحکم کو ہر امر کیطرف متوجہ کرتا ہون کہ وہ اپنی متفقہ سعی سے اسی سال کے آخر تک اگر کچھہ نہین تو دو ہزار

کلام الہی او را بجائے امن او برسان زیراکہ مشرکین قومیست بے علم و نادان ۔ پس غور کنید بآیات مزبورہ کہ برائے اسلام جبر و اکراہ تا ابد الآباد منع آمدہ است۔

مشرکین وغیرہ اقوام منکران اسلام بے علم و نادان مثل اطفال معذور می باشند و بر معذور جبر و اکراہ و قہر نمودن خلاف شعار انصاف و عدل است وَاِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ **ترجمہ**:۔ ہر آئینہ خدا تعالےٰ امر می فرماید برائے عدل و نکوئی و بخیر خواہی اقربا و منع می فرماید از بے حیائی و بدی و از بغاوت بادشاہ خود پس ما ہرگز قائل نیستیم کہ دین اسلام ظلم و بے انصافی را روا دارد دین اسلام بنفس خود جذبے و اثرے دارد کہ خود بخود دلہا جاذب و مجلوب می شوند پس صورت ملت واحدۂ اسلام تدریجاً نمودار خواہد شد۔

پیشگوئی مسیح موعود علیہ السلام در باب ترقی اسلام

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام در تذکرۃ الشہادتین تحریر فرمودہ اند اے مردمان گوش ہوش را وا کردہ بشنوید این پیش خبری آن کسے است کہ زمین و آسمان را برپا ساختہ است او بفضل خود جماعت خویش را در جمیع اقطار بلاد شائع سازد بلکہ از روے حجت و برہان بر جمیع ادیان نصرت دہد فرا رسیدہ است آن عہد و خیلے قریب است آن روزگار کہ در کل عالم ہمین یک مذہب باشد کہ بعزۃ تمام یاد کردہ آید حق تعالیٰ این جماعت و این مذہب و این سلسلہ را برکت فوق العادت کرامت نماید و کسیکہ ارادۂ معدوم نمودنش داشتہ باشد البتہ نامراد بماند و غلبۂ این سلسلہ تا قیام قیامت خواہد بود اگر مرا استہزا می نمایند مرا از ان چہ نقصان زیراکہ ہیچ نبی بدنیا مبعوث نگشتہ باشد کہ اہل دنیا با او استہزاء نکردہ باشند یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ + واستہزاے مردم با انبیاء از جانب خدا علامتی است مگر شخصے کہ روبروے مردم و بین یدی الناس با فوج ملائک از آسمان فرود آمدہ باشد کہ استہزاء تواند نمود پس ازین دلیل نیز روشن شد و ہر عقلمند صاحب بصیرت نیز تواند فہمید کہ از آسمان نازل شدن مسیح موعود خیالے است محض خام بخاطر داشتہ باشید ہیچکس از آسمان فرود نہ آمدہ و نخواہد آمد جمیع مخالفین و معاندین این سلسلۂ الٰہیہ کہ دریں جزو زمان بقید حیات اند شربت ممات خواہند چشید و احدے از ایشان از آسمان نزول ابن مریم را نخواہد دید و بدین سان اولاد و احفاد شان در گذرند و ہیچکس نزول عیسےٰ را برای العین مشاہدہ نخواہد کرد از ان پس انقلاب عظیم در دل ایشان نمودار گردد کہ زمان غلبۂ نصاری نیز منقضی گردید و دنیا حالت جدید گرفت لاکن ابن مریم از آسمان نزول نکرد پس قاطبۂ عقلائے آن عصر ازین عقیدہ باطلہ بیزار گردند و ہنوز سہ صد سال بر عہد من منقضی نشدہ باشد کہ جمیع منتظران نزول ابن مریم خواہ از ملت اسلام باشند خواہ پیروان کیش نصاری سخت نومید گشتہ این عقیدہ را ترک دہند و در کل دنیا یک مذہب و یک امام باشد من بجہت تخم باشیدن صداقت فرستادہ شدہ ام و حالا بدست خود آن تخم افشاندہ ام کہ عنقریب نشو و نما خواہد یافت و در دنیا کسے نیست کہ آنرا از نشو و نما باز دارد۔ انتہی کلامہ الشریف۔

ما ایمان داریم کہ این پیشین گوئی با تمام خواہد رسید زیراکہ ہر پیشگوئی کہ حضرت اقدس امام الزمان علیہ السلام مے فرمایند آن بتخرص و تحری نمے باشد بلکہ بوحی حق مے باشد چنانچہ آنحضرت در جائے در باب نبوتے تحریر فرمودہ اند۔ ؎

این ہمہ وحی است از رب السماء — کافرم گر این نباشد از خدا

وحی حق است این زنور ذات پاک — صادقیم و بر سر کذاب خاک

نزول مسیح موعود در دو زرد چادر

(سوال) در احادیث آمدہ است کہ مسیح موعود در بُردین زرد رنگ نزول خواہد فرمود ۔ یک بُرد بر اعلے و بُرد دیگر بر اسفل بدن او باشد۔

(جواب) مراد از بُردین دو مرض است این اشارت بآن کہ مسیح موعود با مراض مبعوث گردد زیراکہ در علم تعبیر الرؤیا مراد از جامۂ زرد بیماری و مرض ہست چنانچہ دو مرض لاحق حال حضرت مسیح موعود است یکے کثرت بول و دیگر دوران سر کہ بواسطۂ ہر دو بیماری اندام حضرت اقدس مسیح موعود خیلے اصفر شدہ است۔

در احادیث صحیحۂ نبویہ آمدہ است کہ بعد از بعثت عمر مسیح موعود چہل سال یعنی از ابتدائے ولادت تا انتہا ایام زندگی او ہشتاد سال باشد درین وقت عمر حضرت اقدس مسیح موعود قریباً شصت و شش سال ہست کہ از عمر بعید حضرت اقدس بوحی الٰہی در باب عمر خود ہمچنان مشتہر فرمودہ اند کہ خداوند تعالےٰ مرا خبر کردہ است نُعَمِّرُكَ ثَمَانِيْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ یعنے زندہ خواہم داشت ترا ہشتاد سال یا قریب آن علاوہ از ہزارہا آیات و خوارق کہ بر دست حضرت اقدس مسیح موعود ظاہر شدہ اند تجربۂ این الہام زندہ ثبوت نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صداقت مسیح موعود است زیراکہ آنحضرت صلعم فرمودہ اند کہ عمر مسیح موعود بعد از بعثت چہل سال باشد و مسیح موعود ہم ہمچنان از عرصۂ سی سال مشتہر فرمودہ اند۔ محک تجربہ بر صداقت این الہام گواہی می دہد کہ این کلام ایزدی است اگر این کلام ایزدی و پیشگوئی محمد رسول اللہ صلعم نبودے مدعی این الہام قبل از وقت فوت گردیدے زندگی ہر متنفس بقبضۂ قدرت ایزدی است حضرت مسیح موعود را امراض دوران سر و کثرت بول مدام می باشد و احیاناً در دگردہ ہم پیدا مے شوند اطبائے حاذق مے گویند کہ مریض این امراض زود فوت مے گردد مگر قدرت و پیشگوئی ایزدی ہمین حال از عرصہ بعید با تمام رسیدہ است گوئی کہ بجسب مرض حضرت مسیح موعود بکنارہ گور نشستہ اند و چون از عیسائیان و آریہ وغیرہ اعتراضے بر اسلام وارد شود این چنین ہوشیار بے خوف کہ گاہے مریض نبودہ اند در نصرت دین ہیچ پہلوانے این چنین ہوشیار و دلاور و با ہمت بعد از رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چشم زمانہ ندیدہ باشد۔ ؎ جہان آفرین تا جہان آفرید + چو احمد یکے نیامد پدید۔

مؤلف موازنۃ الحقائق بصفحہ ۶ می گوید نبوۃ از ہر گونہ ختم است ہر کہ دعوی نبوۃ و رسالت از ہر گونہ پیش کند خلاف قرآن و سنت است۔

و ہمچنان پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی وغیرہ در سیف چشتیائی از صفحہ ۶ تا ۲۲ و مسلمان پٹیالوی صاحب در تائید الاسلام حصہ دوم بصفحہ ۴۰ شبہات در باب ختم نبوت و اعتراضات ناشائستہ تحریر نمودہ اند۔

بجواب شان ما می گوئیم بوجیکہ در باب ختم نبوت خداوند تعالےٰ در قرآن کریم بآیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ارشاد فرمودہ است بران ایمان ماست و تجاوز از ان الحاد بلکہ افراط و تفریط دران کفر است مگر افسوس کہ مخالفین ما از این آیت معنے ختم نبوت و راز ختم نبوت را نفہمیدہ اند و بباعث عدم امعان و غفلت ۔ در لفظ پرستی او فتادہ اند و از سوء الفہم براہ افراط و تفریط افتند۔

مولوی ثناء اللہ صاحب بیجہ مین

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین لکھا گیا تہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے موضع تیجہ مین یہ دعوی کیا تہا کہ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا کلمہ پڑہاتے ہین اسپر انسے مطالبہ ہوا اور پانچسو روپیہ انعام دینے کا وعدہ دیا گیا وغیرہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار اہلحدیث مین خود تو کچہ نہین لکہا البتہ حکیم محمد دین صاحب سے ایک مضمون اسکی تردید مین لکہوا دیا کہ وہ واقعہ ہوا ہی نہین وغیرہ اسپر مین تو خاموش ہوگیا - لیکن میان عبد العزیز صاحب نے مقام تیجہ سے مجہے ایک مضمون حکیم محمد دین صاحب کی تردید مین بہیجا ہے جسکو مین ذیل مین درج کئے دیتا ہون - مولوی ثناء اللہ صاحب اسپر غور کرین - حق کو چہپانے سے انسان کامیاب نہین ہوسکتا وہ خدا سے ڈرین اور اپنا محاسبہ خود کرین - ایڈیٹر -

مکرم من منشی یعقوب علی صاحب زاد عنایتہ -

بعد سلام سنت النیام روشن رائے انور ہو - مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنے پرچہ اہلحدیث بابت ۱۸ - اگست ۱۹۰۵ء مین میان محمد دین سے درج کرایا ہے - کہ موضع تیجہ مین آپنے یہ نہین کہا - کہ مرزائی لوگ لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ پڑہتے ہین - اور یہ کہ اس کے حوالہ کا مطالبہ وغیرہ نہین ہوا - مکرم من یہ اسکا سیاہ جہوٹ ہے - اس بات کا ایک علاقہ گواہ ہے - کہ اس نے اپنے وعظ مین بالضرور ایسا کہا ہے - مین نے اوّل عین مسجد مین انکے دو رفیق اعظم خلیفہ بدر الدین و حبیب اللہ بیوپاری پشمینہ کو کہا - کہ مین وعظ سننے سے معذور ہون - کیونکہ مولوی صاحب نے خطبہ مین بڑا جہوٹ بولا ہے - کہ مرزائی لوگ آپکا کلمہ پڑہتے ہین تام بزرگان نے مجہے مجبوراً بٹہایا - اور کہا کہ ہم مولویصاحب کو اس سے منع کر دیتے ہین - اور ایک خط لکہکر منبر پر آپکے ہاتہہ مین دیا - کہ آپ مرزا صاحب کا تعارض نہ کرین کیونکہ لوگ آپ کو نفرت کی نگاہ سے دیکہتے ہین - مگر آپنے اس خط کو دیکہکر رکہہ لیا - اور انحضرت کی شکایت مین رواں ہو اس واسطے مین بیزار ہوکر اٹہہ کھڑا ہوا - اور میرے بعد اکثر لوگ اسی واسطے اٹہہ گئے - کہ یہہ مرزا صاحب کی شکایت کرتا ہے - وعظ نہین کرتا - اور آپ کمال خفت سے منبر پر سے اُترے - اور محمد دین کو اوپر چڑہا دیا جسکے بیٹہتے ہی تمام لوگ رفو چکر ہوگئے - جس سے بڑی بے رعبی اور سخت ندامت آپ کو دامنگیر ہوئی - یہانتک کہ اذان بعد ایک آدہ ہی نماز مسجد مین پڑہی ہوگی - باقی نمازین دیوان خانہ پر یا راجباہ پر ادا کرتے رہے - اور دوسرے روز بوقت ظہر وعظ کرنے بیٹہے - تو گاؤن کے لوگ بہی حاضر نہ ہوئے - اور حاضرین مین دس گیارہ رہ گئے - انہین کے طرفدارون کی زبانی معلوم ہوا - کہ وعظ کا کچہہ مزا نہین آیا - آخر تو دس منٹ بات چیت کرکے حسرت پر حسرت لیکر مسجد سے رخصت ہوئے -

دوئم - خلیفہ بدر دین کے مکان پر جو مولوی صاحب نے وعظ کا جبر نقصان کرنے کے لئے مجکو بلایا - تو مینے بالمشافہ آپ پر وہی اعتراض کیا کہ آپ مرزا صاحب کی تحریر سے وہ کلمہ نکال دین تب آپنے کہا - کہ وہ اپنے آپ کو رسول کہتے ہین - مینے کہا - کہ رسول کہلانے سے کلمہ پڑہانا لازم نہین آتا - دیکہو مسیح علیہ السلام کے حواریون کو خداوند تعالیٰ نے سورت یٰسین مین رسل کہا ہے - مگر انہون نے اپنا کلمہ نہین پڑہایا - بلکہ مسیح علیہ السلام کی رسالت کی دعوت کرتے رہے ہین - یہہ سنکر بہجکے رہ گئے اور اب تو آپ پانچ پیسہ مانگتے ہین - اور مین تمہار اسوقت آپکے کل اخراجات نان ونفقہ وغیرہ کا ذمہ دار ہوتا تہا - اور کہتا تہا - کہ ایسے امور کی تحقیق کے واسطے مولوی نور احمد صاحب کو بلاؤ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا - کہ ہمین کچہہ ضرورت بلانے کی نہین - آخر چالاکی کی راہ سے خلیفہ بدر دین کے ہاتہہ سے ایک خط لکہوایا - اور جسکا جواب موضع لودی ننگل کی طرف سے آیا - جسکو آپ نے دبا لیا - مگر مینے اصرار کرکے وہ خط نکلوایا - تب آپ بڑے نادم ہوئے - اور چنانچہ آجتک اسکا جواب مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے نہین دیا -

طرّہ یہ کہ اب اس قول کو کہینچ تانکر انکار کرنا چاہتے ہین - کہ قادیانی کہتا ہے - کہ تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرح مرزا رسول اللہ بہی جانو - بجواب اس کے ظاہر ہو - کہ اول تو یہ کلام ہی مہمل ہے - کیونکہ لا الہ الا اللہ کلمہ ہے نہ رسول جسکی طرح مرزا رسول اللہ بہی جانین - دوئم جو اس کے معنے مین کہا - یعنے جسطرح تم حضرت محمد علیہ السلام کی رسالت کا یقین رکہتے ہو - میری (مرزا کی) رسالت کا یقین بہی رکہو - یہ بہی غلط ہے - کیونکہ آنحضرت کی تحریر و تقریر سے کہین ثابت نہین کہ میری رسالت کا ایسا یقین رکہو - جیساکہ حضرت محمد علیہ السلام کی رسالت کا یقین رکہتے ہو - چہ جائے کہ آپ مجدد دین رسول اللہ ہین - انحضرت کو متبوع اور اپنے آپکو تابع و خادم رسول یقین کرتے ہین اور اگر انحضرت صلعم کی برابری کا دعوی مضمون رسالت مین مولوی کار ثناء اللہ وغیرہ رسالہ دافع البلا یا معیار الاخیار وغیرہ سے نکال دین - تو مین اب ہی آپکو مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دینے پر آمادہ ہون - پانچ پیسے کیا ہوتے ہین یہ تو ان لوگون کا کام ہے جو بازارون مین مانگتے پہرتے ہین - باقی رہا دعوے رسالت سو اکابران امت جیسے شیخ اکبر وغیرہ فرماتے ہین کہ رسالت مطلقہ سے کچہہ حصہ باقی ہے جو اولیاء امت کو دیا جاتا ہے - اور حدیث مین ہے - کہ رؤیا صالحہ کے چہیالیس حصون مین سے ایک حصہ باقی ہے - چنانچہ اس روز ہی مینے اس مطلب کو چہیڑنا چاہا تہا - مگر مولویصاحب نے کہا - کہ شیخ اکبرؒ ولی اللہ نہین - اور اسواسطے بات اور طرف اولٹ گئی - اور اب تو آپ پانچسو کو روتے ہین - مگر شرط کی نوبت تو ہزارون تک ہو چکی تہی - کیونکہ مولوی نور احمد صاحب نے لکہا تہا - کہ آپ نے اعجاز احمدی کا جواب نہین دیا - جسکا دس ہزار روپیہ انعام ہے - اور نیز اشتہار مجریہ ۰ فروری ۱۹۰۳ء کا جواب نہین دیا جسمین فی آیت وحدیث مبلغ عشر روپیہ انعام ہے - فرمائے - کہ ہماری طرف سے اب ہی کوئی کسر باقی رہ گئی ہے - تو نکال دین - لطف یہہ کہ آپ کو اسوقت انعام خاک سوجہا تہا - جناب کو تو ہمو متعلقین بدہضمی نے گہیر رکہا تہا - چرب نوالون کے لالچ اور طمع خام نے آپ کے بند ڈہیلے کر دئے تہے - اور دست بر دست جار ہے تہے - اور اسی واسطے آپ براہ بٹالہ امرتسر کو جلد واپس ہوئے - ورنہ ابہی تو آپ کی گت نیح گڈہ مین بہی بننی تہی - جہان آپ کی تفسیر موجب تکفیر کا کہنڈن کیا جانا تہا -

والحمد للہ اولاً و آخراً ظاہراً و باطناً -

مورخہ ۷ - ماہ ستمبر ۱۹۰۵ء

الملتمس

خاکسار عبد العزیز عفی عنہ از مقام تیجہ کلان ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ

اطلاع

ازطرف اسلامک ڈبیٹنگ کلب امرتسر

بخدمت جمیع مخالفین اسلام خصوصاً آریہ صاحبان

چونکہ اس کلب کا پہلا سالانہ جلسہ بتاریخ ۲۳ - ۲۴ - ستمبر ۱۹۰۵ء بروز ہفتہ واتوار منعقد ہونے والا ہے - جس مین بڑے بڑے اکابر علماء اسلام (کثرہم اللہ تعالیٰ -) تشریف لائین گے اور زبردست و روشن دلائل سے اسلام کی سچائی پبلک پر ظاہر کرینگے - لہٰذا وہ لوگ جو اسلام پر معترض ہوتے ہین انکو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ۱۵ - ستمبر سن رواں تک بذریعہ خط اسسٹنٹ سکرٹری کلب ہذا کو مطلع فرماوین کہ وہ اسلام کے کس مسلمہ اصول یا مسئلہ پر بحث کرنا چاہتے ہین - تا کہ اُن کو وقت مقرر کرکے اطلاع دی جائے - اور غیر مذاہب کے مسلمہ اُصولون مین سے جن پر کلب ہذا بحث کرے گی وہ مضامین سکرٹری سے دریافت ہوسکتے ہین +

المطلع

فیروز الدین احمد اسسٹنٹ سکرٹری اسلامک ڈبیٹنگ کلب امرتسر ڈہاب کہٹیکان متصل مکان ڈاکٹر جہنڈیخان

درخواست نکاح

قاضی شاہ دین صاحب نمبردار و جاگیردار ساکن قاضی پور ضلع ہوشیارپور قریشی النسب ہین - احمدی سلسلہ مین شادی کرنے کے خواہشمند ہین - آمدنی معقول ہے - عمر تیئش و چوبیس سال کے درمیان ہے - پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے - اس بیوی سے اولاد ہی ہے - پرانے رشتہ دارون مین شادی کرنی نہین چاہتے ہین +

ایک شریف لڑکی کی مراسلت

پہلا موقع ہے کہ الحکم مین ایک شریف لڑکی کی مراسلت چہاپی جاتی ہے - مین امید کرتا ہون کہ یہ مضمون نہایت توجہ سے پڑہا جاوے گا - ایڈیٹر -

مجوزہ زنانہ نارمل سکول علیگڈہ

نواب محسن الملک آجکل بمبئی مین زنانہ نورمل سکول علیگڈہ کے لئے چندہ جمع کرنیکو گئے ہوئے ہین - آپنے اوپر ۱۵ - اگست کو ایک لکچر بہی بمبئی مین دیا ہے - مین حیران ہون کہ نواب صاحب کے کالج نے مردونکی ابہی تک کونسی اصلاح کی ہے ؟ جو نواب صاحب میری پردہ نشین بہنون کو ترقی کی دہن مین یا لالچ مین لاکر بے پردہ کرکے دیکہنا چاہتے ہین -

بہلا وہ کونسے غیور والدین ہونگے جو علیگڈہ مین اپنی عزیز عفت مآب لڑکیون کو بہیجنا پسند کرینگے ؟ مینے سکول مذکور کے برخلاف ایک مضمون وکیل مین بہی دیا ہے جو وکیل مطبوعہ ۴ ستمبر کالم ۔۔ مین شائع ہوا ہے - تعجب ! کہ یہہ لوگ تعلیم قرآن کریم سے کیون فائدہ نہین اٹہاتے حال ہین میرے حقیقی بہائی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مولانا مولوی نور دین صاحب کے درس

قرآن کریم ۴۔ستمبر سے کچھہ تہوڑا سا اقتباس کر کے میرے مطالعہ کے لئے بہیجا ہے جسے میں مستورات کی بے پردگی کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھتی ہوں۔

وَلَا لِنِسَآءِ هِنَّ (ترجمہ) "عام طور پر عورتوں کو گہروں میں نہیں آنے دینا چاہئے" قبلہ مولانا صاحب موصوف نے اس آیۃ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب مینے والدہ عبدالحی سے شادی کی تو اسوقت بہت سی عورتیں آئیں۔ انمیں میرے ایک دوست کی بیوی بہی تہی۔ جس نے گہر میں جاکر والدہ عبدالحی سے یوں کہنا شروع کیا کہ تمہارے اوپر تو بڑا ظلم ہوا ہے جو تم ایک بوڑہے سے بیاہی گئی ہو وغیرہ وغیرہ والدہ عبدالحی نے اسی وقت مجھے بلوا بہیجا میرا آنا تہا کہ وہ عورت تو رفوچکر ہوگئی بعدہٗ مجھے اسکی ساری باتیں سنائی گئیں۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ قرآن کریم کی کیسی اچھی تعلیم ہے جو غیر جنس مستورات کے خلا ملا سے بہی مستورات کو روکتا ہے چہ جائیکہ علیگڈہ کالج میں غیر مردوں سے تعلیم پانے کی تحریک! قبلہ نواب صاحب! کیا آپ اپنی ملکی اور قومی بہنوں کو مصر کی مسلمان آزاد عورتیں بناکر دیکھنا چاہتے ہیں؟ بقول شخصے ع

ابہی فتنہ ہے کوئی دن کو قیامت ہوگا

ازشاہپور کنڈی ضلع گورداسپور ۶۔ستمبر ۱۹۰۵ء — بنت منشی غلام محمد پہلوری

پتہ مطلوب ہے

سید مقبول شاہ صاحب احمدی ساکن موضع سہنہ ڈاکخانہ کہاریاں ضلع گجرات اطلاع دیتے ہیں کہ انکا ایک لڑکا قمر علی شاہ نام عمر ۱۴ سال بے ریش سفید رنگ جو گجرات پڑہتا تہا کہیں چلا گیا ہے اسکا پتہ نہیں اگر کسی صاحب کو ملے تو اسے اپنے پاس ٹہیرا کر سید صاحب مذکور کو اطلاع دے۔

اور ایسا ہی انکا ایک بہتیجا جسکا نام اصغر علی شاہ ہے وہ مڈل سکول کہاریاں سے بہاگا ہے اسکی عمر ۱۴ سال درمیانہ قد ہے اسکا پتہ ملے تو اسکی بہی اطلاع دے۔

ریمارک

سائنس و تعلیم:۔ یہہ ماہواری رسالہ سائینٹفک و ٹیکنیکل ورکشاپ لاہور کیطرف سے شایع ہونا شروع ہوا ہے اسکے ایڈیٹر بہاری لال بہاٹیہ بی۔ایس سی ہیں۔ اسکے ساتہہ چار صفحہ کا انگریزی ضمیمہ بہی ہوتا ہے قیمت برائے نام ایک روپیہ سالانہ ہے۔ رسالہ مفید اور دلچسپ ہے اور ملک میں ایسے رسالوں کی ضرورت تسلیم کر لی گئی ہے۔ اسلئے امید کیجاتی ہے کہ تعلیم یافتہ جماعتیں ایسے رسالوں کی قدردانی کریں گی۔

المصباح:۔ یہہ جدید رسالہ جے پور سے شایع ہونا شروع ہوا ہے۔ میرے پاس اسکا پہلا نمبر آچکا ہے۔ اس رسالہ کے مقاصد روحانیت۔ صنعت و حرفت۔ حفظ صحت۔ زندہ جاوید۔ ورزش جسمانی قرار دئے گئے ہیں۔ اور ہر ایک مضمون کے لئے صفحوں کے جداگانہ نمبر دے گئے ہیں تاکہ آخر میں ایک جدا کتاب طیار ہو سکے۔ رسالہ کی چہپوائی۔ کتابت اور کاغذ ہر نوع اچہا ہے۔ میری رائے میں یہ رسالہ مفید ہے۔ قیمت سالانہ چار روپیہ البتہ کسی قدر زیادہ ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۵/ کے ٹکٹ آنے پر روانہ ہوتا ہے درخواستیں مینیجر رسالہ المصباح جے پور کے نام ہوں۔

ایسٹ اینڈ ایسٹ خالق باری

خالق باری ایک مشہور کتاب ہے اسکی طرز پر پہلے مرادآباد سے ایک انگریزی خالق باری شایع ہوئی تہی۔ ابہی مرادآباد سے ایک مشہور شخص کے قلم سے یہ رسالہ نکلا ہے اس کے مصنف مولوی احمد الدین خانصاحب مرحوم ترجمان دفتر صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند ہیں۔ اور اب منشی محمد فضل حسین صاحب بسمل نے اپنے مطبع میں کسی قدر ترمیم و تصحیح کے بعد چہاپا ہے۔ اس خالق باری میں انگریزی زبان کے الفاظ اور ان کے ہندی فارسی یا عربی معانی کو نظم میں بیان کیا ہے۔ انگریزی زبان کے نو آموزوں کے لئے ایک مفید کتاب ہے بچے اسے خوشی اور آسانی سے یاد کر سکتے ہیں + جدا جدا عنوان کے نیچے تقسیم مضامین اور بہی قابل تعریف ہے۔ ۴۸ صفحہ کی اچہی چہپی ہوئی کتاب ہے۔ قیمت فی جلد ۶/ ہے۔ منشی فضل حسین صاحب بسمل مرادآباد سے ملے گی۔

النظر۔ یہہ ایک فارسی رسالہ ہے جو مرزا نذر علی صاحب احمدی سابق شیعہ نے حال میں کارخانہ الحکم کے انوار احمدیہ پریس میں چہپوا کر شایع کیا ہے۔ یہہ رسالہ فارسی زبان میں لکہا ہے اور سید علی حائری مشہور لاہوری شیعہ عالم کی کتاب غایۃ المقصود حصہ دوم پر لطیف ریویو کیا ہے۔ اس رسالہ کی قیمت ۱/ علاوہ محصولڈاک ہے۔ اور سید عبدالحی عرب صاحب سے مل سکتا ہے۔

لغات القرآن۔ سید عبدالحی عرب آجکل ایک عمدہ قابل قدر اور مفید تالیف میں لگے ہوئے ہیں وہ قرآن شریف کی ایک لغت لکہہ رہے ہیں جو کئی مستند کتب لغت سے انہوں نے انتخاب کی ہے مجہے انہوں نے مسودہ کا کچہہ حصہ دکہایا ہے میں سمجہتا ہوں وہ انشاءاللہ مفید ثابت ہوگا۔ اور قرآن مجید سے محبت رکہنے والوں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگی۔ عرب صاحب اس کتاب کو عمدہ چہپوانا چاہتے ہیں اور یہ بہی انکا خیال ہے کہ قیمت بہی ۸/ سے زیادہ نہو۔ اسلئے جو صاحب اس کتاب کو لینا چاہئیں وہ عرب صاحب کو اطلاع دیں۔ اور اگر پیشگی قیمت بہیجکر انہیں مدد دیں تو کتاب کے چہپنے میں اور بہی سہولت ہوسکتی ہے + عرب صاحب قادیان میں رہتے ہیں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے مع **اہل بیت اچہے ہیں**۔ آجکل حضور کی توجہ زیادہ تر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی علالت کی طرف ہے۔ دعا میں مصروف ہیں اور خدا تعالٰے کے فضل و کرم کے امیدوار فرماتے تہے مولوی صاحب کی **صحت احیاء ہوتی** ہے۔ آپ کے بالکل شفا پانے پر ہماری جماعت کا خدا تعالٰے پر ایمان اور امید بہت بڑہ جائیگی + مجہے ان دعاؤں میں کئی مقاصد مد نظر ہیں۔

۲۔ مولویصاحب کی صحت خدا کے فضل سے اب یوماً فیوماً اچہی ہے زخم مندمل ہو رہا ہے× اور آئندہ بڑہنے کا خطرہ الحمد للہ اسوقت تک تو نہیں رہا۔ اللہ تعالٰے مولوی صاحب کو شفاء عاجل عطا فرماوے۔ بیمار پرسی کے خطوط آرہے ہیں + خدا تعالٰے ان احباب کو جزائے خیر دے آمین۔

۳۔ حکیم الامتہ کی صحت الحمد للہ اچہی ہے۔ فاضل امروہی میرٹھ میں ہیں۔

۴۔ موسمی لحاظ سے یہہ ہفتہ بہت ہی مبارک گذرا ہے بارش خاطر خواہ ہو رہی ہے نرخ غلہ جو یکدم گر گیا تہا اب چڑہ رہا ہے۔ گران فروشی کی آرزو میں کرنے والے حیران ہو رہے ہیں۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے ۹۔ ستمبر کو فرمایا کہ مجہے بہت ہی فکر تہا کہ بعض الہامات انمیں متوحش ہیں۔ آج صبح بہت سوچنے کے بعد میرے دلمیں یہ بات ڈالی گئی ہے کہ بعض وقت ترتیب کے لحاظ سے الہامات پہلے یا پیچہے ہو جاتے ہیں چنانچہ ان الہامات کی ترتیب اللہ تعالٰے نے میرے دلمیں یہ ڈالی کہ ایسے الہامات جیسے **اِذَا جَاءَ اَفْوَاجٌ وَسُمٌّ مِنَ السَّمَاءِ** اور کفن میں لپیٹا گیا اور **اِنَّ الْمَنَایَا لَا تَطِیْشُ سِهَامُهَا** یہ اسبات کو ظاہر کرتے ہیں کہ قضاء وقدر تو ایسی ہی تہی مگر اللہ تعالٰے نے اپنے خاص فضل و رحم سے رد بلا کر دیا۔

۱۰ ستمبر نماز صبح کے وقت رویا۔ ایک جگہ ایک بڑی حویلی ہے اس کے آگے ایک بڑا چبوترا ہے جسکی کرسی بہت بلند ہے اوپر مولوی عبدالکریم صاحب سفید کپڑے پہنے ہوئے دروازہ پر بیٹہے ہیں اس جگہ میں ہوں اور پانچ چار اور دوست ہیں جو ہر وقت اسی فکر میں رہتے ہیں مینے کہا مولوی صاحب میں آپ کو آپ کی صحت کی مبارکباد دیتا ہوں اور پہر میں اوپر چڑہا اور میرے ساتہہ کے دوست بہی اوپر چڑہے اور مولوی صاحب بہی اوپر چڑہے پہر مینے کہا دعا کرو۔ اور دعا میں تین دفعہ سورہ فاتحہ پڑہی فرمایا اس خواب کے تمام اجزا مولویصاحب کی صحت کی بشارت دیتے ہیں سورہ فاتحہ کے پڑہنے کی تعبیر بہی یہی ہے کہ انسان کوئی ایسا امر دیکہے جو اسکو خوش کرنیوالا ہو اور فرمایا جو الحمد خواب میں پڑہتا ہے اسکی دعا قبول ہوتی ہے۔*

۱۲ ستمبر "دو شہتیر ٹوٹ جائیں گے" اسکے بعد زور سے الہام ہوا۔ اِنِّی مَعِیَنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ۔

× اسی دن مولویصاحب کی پشت پر پہلے کاربنکل کے قریب ایک دوسرا کاربنکل ہوگیا جسکو چیر اگیا اور حالت پہلے سے بہتر ہے۔

ایک تازہ الہام

(جو ۱۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کو بعد نماز ظہر ہوا)

عفت الدیار تذکری

فرمایا تذکری سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ پہلے پیشگوئی ہو چکی ہے۔

(زلزلہ کی خبر)

اٹلی میں سخت زلزلہ آیا۔ تفصیل پہر۔

مخدوم الملت کی ناسازی طبیعت

۴ ستمبر کو مولویصاحب پر عمل جراحی کیا گیا جو میری محترم مخدوم ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن شاہ پور نے نہایت کامیابی اور چابکدستی سے کیا۔ ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشیدالدین صاحب پروفیسر میڈیکل کالج آگرہ بھی مدد کے واسطے ساتھ تھے۔ اس روز مولویصاحب کی حالت بہت نازک تھی۔ جو عمل جراحی کیوجہ سی ضروری تھی۔ کئی دنوں سے مولوی صاحب کچھ کھا بھی نہیں سکتے تھے اس لئے ضعف بہت ہو گیا مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل ہاں محض فضل ہی سے مولویصاحب کو اس مرحلہ سے نجات دی۔

حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام گفتگوؤں اور تقریروں کا موضوع آجکل حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب اور ان کی علالت ہی ہے۔ لحظہ بہ لحظہ آپ کے حالات کی خبر منگواتے ہیں۔ اوپریشن کے دن کسی نے یونہی جاکر سنا دیا کہ مولویصاحب کی نبض بہت کمزور ہوگئی اور پیشاب پاخانہ بھی نہیں آیا نفخ زیادہ ہو گیا ہے۔ اس خبر کا سننا تھا کہ اعلےٰ حضرت کی حالت قریب بہ غش ہوگئی اس سے دون ہمت مخالف جو ہر عمدہ اور اعلےٰ بات کو مورد اعتراض ٹھیراتا ہے کچھ نتیجہ نکالے مگر سعید الفطرت سمجھتے ہیں کہ اس سے آپ کی محبت اور ہمدردی مخلوق اور علے الخصوص اپنے مخلص اور وفادار احباب کے ساتھ کس حد تک پہونچی ہے۔ اور وہ شرط وفا جس کا ذکر خود کریم الملتہ نے اپنی کتاب سیرۃ المسیح میں کیا ہے عام طور پر دیکھی جاتی ہے میں جانتا ہوں کہ الحکم کے ناظرین میں سے بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے سیرۃ کو نہیں پڑھا اسلئے ان کے فائدہ کے لئے سیرۃ کا وہ پیراگراف یہاں درج کرتا ہوں۔

"حضرت کے تعلق کی اپنے خدام سے ایک عجیب بات۔ ایکدن فرمایا کہ جو شخص ایک دفعہ مجھسے عہد دوستی باندہے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے میں اوس سے قطع نہیں نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ خود قطع تعلق کردے تو ہم لاچار ہیں ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں میں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم کے اسے اٹھا کر لے آئینگے۔ فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اسکو آسانی سے ضائع کردینا نہ چاہئے۔ اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اُسے اغماض اور تحمل کے محل میں اُتارنا چاہئے۔ ہمارے بھائیوں کو اس سیرت سے بڑا بھاری سبق لینا چاہئے بات بات میں بگڑ جانا اور اشتعال کے وقت عامیوں اور اجنبیوں کا سا ایک دوسرے سے سلوک کرنا اُس عہد کے خلاف ہے جو ید اللہ سے باندھا گیا ہے۔ افسوس بہتیرے ایسے ہیں جنہوں نے ابتک اس راز کو سمجھا نہیں کہ قوم کسطرح بنتی ہے ہم سب کا یہ اصول ہونا چاہئے کہ اگر ایک کتے کے منہ سے بھی وہ پیارا نام نکل جائے جسکو ہم نے آج تمام دنیا و مافیہا سے گرامی سمجھا ہے تو اوس کا منہ چاٹ لینے میں ذرا پس وپیش نہ کرنا چاہئے۔ پھر آپس میں تکرار اور رنج کسقدر نامناسب بات ہے۔ سیٹھہ صاحب نے اپنے کسی ضروری کام کے لئے ۱۰ جنوری کو اجازت مانگی اور آپکو بلانے کے لئے مدراس سے تار بھی آیا تھا حضرت نے فرمایا آپ کا اس مبارک مہینہ میں یہاں رہنا از بس ضروری ہے اور فرمایا ہم آپ کے لئے وہ دعا کرنے کو طیار ہیں جس سے باذن اللہ پہاڑ بھی ٹل جائے فرمایا میں آجکل احباب کے پاس کم بیٹھتا ہوں اور زیادہ حصہ اکیلا رہتا ہوں یہ احباب کے حق میں از بس مفید ہے۔ میں تنہائی میں بڑی فراغت سے دعائیں کرتا ہوں اور رات کو بہت سا حصہ بھی دعاؤں میں صرف ہوتا ہے۔"

اب غور کرو کہ یہ وفاداری اور نباہ کسی ایسے شخص میں جو مفتری علے اللہ ہو ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں ھاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔

عمل جراحی کے دوسرے دن حضرت اقدس نے مولویصاحب کو مندرجہ ذیل پیغام بھیجا۔ فرمایا کہ میں نے مولویصاحب کے لئے بہت دعا کی ہے اور یہ مرض بہت خطرناک تھی اللہ تعالےٰ نے انہیں شفا دی ہے اور وہ بچ گئے ہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص خطرناک اور سخت مرض سے نجات پاتا ہے وہ فرشتوں سے مل جاتا ہے۔ اسلئے مولویصاحب سے کہنا کہ وہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ میرے جو مقاصد ہیں اللہ تعالےٰ مجھے انمیں کامیاب کرے" یہہ حضرت اقدس کی تقریر کا مفہوم یا مطلب ہے۔ ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے مولوی صاحب کو یہہ پیغام سنایا۔ سنانا تھا کہ حضرت کی شفقت۔ اور ہمدردی اور بندہ نوازی پر غور کرکے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ یہاںتک کہ ہچکی بندہ گئی۔ کئی منٹ کے بعد جاکر طبیعت درست ہوئی۔

اور فرمایا۔ اسکی سچائی کا یہہ کیسا بیّن ثبوت ہے میں کیا اور میرے لئے اسقدر شفقت اور کرم کیا؟ میں سچ کہتا ہوں کہ ہمیشہ اپنے وعظوں۔ تقریروں اور تحریروں کو دیکھکر اپنے اندر ہی اندر سوچا کرتا تھا کہ وہ اخلاص جو اللہ تعالےٰ چاہتا ہے ابھی نہیں ہے۔ لیکن اب اس مرد خدا کی دعاؤں اور توجہ نے مجھے یقین دلادیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حضور مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں۔ اس کا ہمارے لئے دعا کرنا تو اسکا عین **فضل** ہے لیکن ہمارا اس کے لئے دعائیں کرنا کہ وہ اپنے مقاصد میں **کامیاب** ہو یہ ہمارا **فرض** ہے۔ میں آپ کی اس شفقت کو جب دیکھتا ہوں تو ساری کوفت دور ہوجاتی ہے۔" اس کے بعد ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے حسب معمول پٹی کھولی اور دوسری پٹی لگادی۔

اوپریشن سے ایک دن پہلے جناب سید محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور کو حضرت اقدس نے بذریعہ تار بلایا۔ وہ دوسرے دن بعد دوپہر آپہونچے۔ اور پوری ہمدردی اور توجہ کے ساتھ ڈاکٹر میرزا کے ساتھ معروف علاج ہوئے اور ۵ ستمبر کو واپس چلے گئے۔ حضرت حکیم الامۃ کی حالت بھی قریب قریب حضرت اقدس کی سی حالت ہورہی تھی۔ مولویصاحب کی تکلیف اور کرب کو آپ بھی دیکھہ نہیں سکتے۔ باوجود اتنے بڑے قوی الحوصلہ ہونے کے انکی تکلیف کو برداشت نہیں کرسکتے۔ مجھے فرماتے تھے:"مولویصاحب کی علالت نے مجھے سب کچھ بھلا دیا ہے میرے دل میں انکے لئے بہت محبت ہے۔ ایسا آدمی ہم میں دوسرا پیدا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ ان کو شفا دے تو میں بعض مضامین کو مکمل کرونگا"

ایک بات ذکر کرنے سے رہی جاتی ہے ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے جب اعلےٰ حضرت کی یہ بیقراری دیکھی تو ان کے دل پر بھی اسنے خارق عادت اثر ڈالا وہ بہت متاثر ہوے اور آپ کی صداقت کی ایک زبردست دلیل اسے تسلیم کیا۔ حقیقت میں جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں وجدانی طور پر یہہ بڑی بھاری دلیل آپ کی سچائی کی ہے۔ حضرت اقدس کو یہاں تک خیال ہے کہ ہر روز قریباً بلا ناغہ پٹی کھولنے سے پہلے یا کبھی بعد غیر معمولی طور پر مسجد میں تشریف لاتے اور ڈاکٹر صاحب سے حالات دریافت کرتے ہیں پھر ہر نماز سے پہلے پورے حالات پوچھتے اور وقتاً فوقتاً خبریں منگواتے رہتے ہیں۔ اس اپریشن کے بعد حالت کسی قدر اچھی ہوئی تھی کہ یکایک ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء کو بائیں طرف اسی زخم کے قریب اماس اور سرخی نظر آئی۔ اور تشخیص ہوا کہ ابھی ایک اور **کاربنکل (سرطان)** ہے حضرت اقدس کو اطلاع دیگئی جس سے آپ کا تردد اور بھی بڑھ گیا۔ فرمایا میں دعا کرونگا دعاؤں میں بڑی تاثیر ہے اور ڈاکٹر صاحب کو مشورہ دیا کہ اسکو بھی کھولدو۔ چنانچہ ۹ ستمبر کو وہ بھی کھولدیا گیا اور مردہ گوشت نکال کر پھینکا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے کچھہ ایسا فضل کیا کہ مولوی صاحب کی حالت صحت بہت ہی عمدہ ہے۔ آج ابھی پٹی نہیں کھولی گئی تھی۔ جو حضرت اقدس حسب معمول تشریف لے آئے۔ اور ایک رویا بیان کی۔ جو بڑی ہی مبارک اور مبشر رویا ہے۔ جسکو میں نے اس مضمون کے آخر میں درج کردیا ہے۔ فرماتے تھے کہ آجتک جسقدر الہامات اور مبشرات ہوئے تھے انمیں نام نہ تھا لیکن آج تو اللہ تعالےٰ نے خود مولوی عبدالکریم صاحب کو دکھا کر صاف طور پر بشارت دی ہے۔ اس رویا کو سن کر جب ڈاکٹر صاحب پٹی کھولنے گئے ہیں تو خدا کی عجب قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ یہ کہ سارے زخم پر انگور آگیا ہے والحمد للہ علی ذالک۔ غرض اسوقت تک زخم کی حالت اچھی ہے اور مولوی صاحب رو بہ صحت ہیں۔ ضعف اور نقاہت ہے اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ کئی دن سے کھایا کچھہ نہیں۔ تھوڑی سی یخنی یا دودھ پیتے ہیں۔

بہرحال رب کریم کے حضور سے بہت بڑی امیدیں ہیں کہ وہ اپنے بندے کو ضایع نہ کرے گا۔ جماعت کا فرض ہے کہ وہ **مولویصاحب کے لئے خاص طور پر دعائیں کرے۔**

میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ایک بات اور لکھنا چاہتا ہوں جو امید کی جاتی ہے بڑی مفید اور مولویصاحب کی سیرت کا ایک جزو ہے۔ ایک دن حسب معمول ہم لوگ پٹی کھولنے اور دوسری پٹی لگانے کے واسطے گئے ہوئے تھے۔ مولویصاحب کی حالت نسبتاً اچھی تھی۔ وہ بیٹھے ہوئے تھے پٹی لگ چکی تھی۔ خود ہم لوگوں میں ایک معمولی ذکر کسی شخص کے متعلق ہوگیا۔ آپ سخت برافروختہ ہوئے۔ باوجودیکہ ہم سب سے آپ کو بڑی محبت اور **خاص تعلق** ہے لیکن اظہار حق اور نصیحت سے کبھی نہ رکنے والی طبیعت خدا نے آپ کو دی ہے۔ **فرمایا** دیکھو میں کبھی پسند نہیں کرتا کہ تم لوگ کسی کا ذکر کرو۔ یہ گناہ میں داخل ہے۔ میں نے اب سمجھا ہے کہ جوانی میں ہی ہر ایک قسم کی **عبادت** ہوسکتی ہے۔ اور اسکا لطف آتا ہے۔ میں اب بیٹھہ کر اشاروں سے نماز پڑہتا ہوں۔ یہہ دن ہنسی کے نہیں۔ پھر فرمایا آہ! ساری عمر میں **دو دن** کی نمازیں ضایع ہوئی ہیں۔

ایہہ وہ دو دن تہے جن میں اپریشن کیا گیا ہم اور ۵ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ سارحم کرے

بات نے ایک خاص اثر ہم سب پر کیا۔ خدا کرے کہ وہ اثر دیرپا اور مفید نتائج پیدا کرنے والا ہو آمین

ایک اور بات بہی قابل ذکر ہے معمولی چیرا دینے سے دوسرے دن بعد فرمانے لگے کہ میں خدا تعالے کی عجیب در عجیب قدرتوں پر ایمان لایا ہوں۔ کہ کس طرح پر اسنے مجھے اس بیماری میں مبتلا کرنے سے پہلے دو مختلف سمتوں سے دو ڈاکٹر بہیجدئے۔ یہہ اسکی سامان سازی ہے اور اصل میں تو اسوقت سے حیران تہا کہ جب ایک عرصہ ہوا مینے خواب میں دیکہا تہا کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مجھسے عربی پڑہنے آئے ہیں اور مینے کہا کہ انکے ساڑہے بیس روپیہ تنخواہ منظور ہے اور کسی کی کئی سو بہی منظور نہیں ہے۔ اب معلوم ہوا کہ اس خواب کا تعلق اس وقت سے تہا۔“ غرض جب مولوی صاحب کے پاس جاؤ۔ تو رضا بالقضاء اور خدا تعالی کے احسان و کرم اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کے تذکرہ کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے معمولی بات پر ایک دو لفظ بیماری کے متعلق کہدیئے گئے پہر اگر کوئی بات ہے تو اسکا مضمون وہی ہے جو مینے اوپر بیان کیا ہے۔ میں سردست ان تمام واقعات اور حالات کو جو مجھے مل سکتے ہیں بلا لحاظ ترتیب جمع کئے دیتا ہوں۔ اگر خدا تعالے نے مجھے توفیق دی یا کسی اور کو موقع ملا تو ان واقعات سے مفید سبق پیش کر سکے گا۔ اور خدا تعالے کے فضل و کرم سے امید ہے کہ الحکم کے ناظرین مولویصاحب موصوف کا اپنا کوئی آرٹیکل اس علالت پر پڑہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین۔

تازہ الہامات و مکاشفات

۲ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ سینتالیس سال کی عمر۔ انّا للہ وَ انّا الیہ راجعون۔ (اس سے دوسرے دن ۳ ستمبر ۱۹۰۵ء کو ایک شخص کا خط آیا۔ جس نے اپنی بدکاریوں اور غفلتوں پر نہایت افسوس کی تحریر کر کے لکہا۔ اب میری عمر سینتالیس سال کی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ فرمایا۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جو خط باہر سے آنے والا ہوتا ہے۔ اس کے مضمون سے پہلے ہی سے اطلاع دی جاتی ہے۔

۴ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ ما کان لنفس ان تموت الّا باذن اللہ۔

۱۔ ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء ایک کاغذ دکہایا گیا جیسا کہ منی آرڈر کا فارم ہوتا ہے۔ اور سامنے اس کے پاس ۱۵ پندرہ رکہے ہوئے ہیں (اس کشف کے تہوڑی دیر بعد پندرہ کا ایک منی آرڈر آیا)

۲۔ ایک کاغذ دکہائی دیا۔ اس پر لکہا ہوا تہا۔

آتش فشان

۳۔ پھر ایک کاغذ دکہائی دیا۔ اس پر لکہا تہا۔

مصالح العرب۔ مسیر العرب

۴۔ پھر ایک کاغذ دکہائی دیا۔ اس پر لکہا تہا۔

بامراد

پھر ایک کاغذ دکہائی دیا۔ اس پر لکہا تہا۔

ردبلا

۷ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ قبل ظہر۔ واما بنعمت ربک فحدث۔

۸ ستمبر ۱۹۰۵ء۔ اذا جاء افواج و سمع من السماء۔

کفن میں لپیٹا ہوا

فرمایا۔ معلوم نہیں یہ الہامات کس کے متعلق ہیں۔

---

۷ ستمبر ۱۹۰۵ء مذکورہ بالا الہامات سنا کر فرمایا کہ بعض دفعہ وحی اس طرح پر نازل ہوتی ہے۔ کہ کوئی کاغذ یا پتھر وغیرہ دکہایا جاتا ہے۔ جس پر کچھ لکہا ہوا ہوتا ہے۔

فرمایا اللہ تعالے کے نشان اس طرح کے ہوتے ہیں۔ کہ ان میں قدرت اور غیب ملا ہوا ہوتا ہے اور انسان کی طاقت نہیں ہوتی۔ کہ ان کو ظاہر کر سکے۔

فرمایا۔ مولویصاحب کی زیادہ علالت کے وقت میں بہت دعا کرتا تہا۔ اور بعض نقشے میرے آگے ایسے آئے جن سے نا امیدی ظاہر ہوتی تہی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ موت کا وقت ہے۔ اور ظاہر طب کی رو سے بہی معاملہ خوفناک تہا۔ کیونکہ ذیابطیس والے کو سرطان ہو جائے۔ تو پہر بچنا مشکل ہوتا ہے اس دعا میں مین نے بہت تکلیف اٹہائی یہانتک کہ اللہ تعالے نے بشارت نازل کی۔ اور عبد اللہ سنوری والا خواب میں نے دیکہا۔ جس سے نہایت درجہ غمناک دل کو تشفی ہوئی۔ جو گذشتہ اخبار میں چہپ چکا ہے

اُمّت بمنزلہ عورت اس دعا میں مینے ایک شفاعت کی تہی جیسا کہ خواب کے الفاظ سے ہی ظاہر ہے۔ کہ یہ شخص میرا دوست ہے۔ خدا کی قدرت اور اس کا عالم الغیب ہونا ظاہر ہونا تہا۔ کہ مولوی صاحب بچ گئے۔ خدا کی کتب میں نبی کے ماتحت اُمّت کو عورت کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ایک جگہ نیک بندوں کی تشبیہ فرعون کی عورت سے دی گئی ہے۔ اور دوسری جگہ عمران کی بیوی سے مشابہت دی گئی ہے۔ انجیل میں بہی مسیح کو دولہا اور اُمّت کو دلہن قرار دیا ہے۔

انکی وجہ یہ ہے۔ کہ امت کے واسطے نبی کی ایسی ہی اطاعت لازم ہے۔ جیسی کہ عورت کو مرد کی اطاعت کا حکم ہے اسی واسطے ہماری رویا میں عبد اللہ نے کہا۔

تعبیر رویا کہ میری بیوی بیمار ہے۔ عبد اللہ نبی کا نام ہے قرآن شریف میں ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عبد اللہ آیا ہے۔ مٹہن سے مراد وہ لذت اور راحت صحت کی ہے۔ جو بیماری کی تلخی کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ مقبول سے مراد ہے کہ دعا قبول ہوگئی۔ یہ سب گہرے استعارات ہیں اور تمثلات ہیں جبتک آسمان پر نہ ہو زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مولویصاحب کا اس بیماری سے صحت پانا ایک بڑا معجزہ ہے۔

مطالعہ کتب سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑہ لیا کریں۔ کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے جسکو علم نہیں ہوتا۔ مخالف کے سوال کے آگے حیران ہو جاتا ہے۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کا ذکر تہا۔ ایک دوست نے عرض کی کہ کہیں مرنے کے وقت توبہ کریگا۔ فرمایا اللہ تعالے ہر شے پر غالب ہے۔ ایک وہ زمانہ تہا کہ ہماری جوتیاں جہاڑ کر آگے رکہتا تہا۔ ہمکو وضو کرانا ایک بڑا ثواب جانتا تہا۔ براہین کا ریویو اس نے خود بخود لکہا۔ ہماری درخواست نہ تہی۔ تعجب نہیں کہ وہ کسی وقت پہلی حالت پر پہر لوٹ آئے۔ جیسا کہ ہم رویا میں دیکہ چکے ہیں بعض خوابیں مدت کے بعد پوری ہوتی ہیں یہ رویا چہپ چکا ہے جسمیں مینے دیکہا تہا کہ وہ ایک چہوٹا لڑکا ہے ننگا۔ رنگ سیاہ اور بد شکل ہے۔ مینے اسکو اشارہ سے بلایا تب وہ آیا اور میرے گلے لگا اور پورے قد کا ہو گیا اور اس پر لباس بہی ہے اور رنگ سفید ہے تب مینے کہا کہ آپ کا ہمارا اس قدر مقابلہ رہا ممکن ہے۔ کہ قلم سے یا زبان سے کوئی سخت لفظ نکل گیا ہو تم بخش دو۔ اس نے کہا اچہا مینے بخشا تب مینے کہا کہ تم نے جو ایذا ہم کو دی تہی۔ وہ بہی ہم نے بخش دی تب ہم نے اسکی دعوت کی۔ جسکو اس نے کچھ تردد کے بعد قبول کیا۔ اور ایک شخص جان کندن میں ہے تب مینے کہا کہ یہ مقدر تہا کہ جس دن یہ شخص مرے اسدن تم توبہ کرو۔

ہجرت آپکے الہام مسیر العرب کا ذکر تہا فرمایا۔ اسکو یہ معنے بہی ہو سکتے ہیں کہ عرب میں چلنا۔ شاید مقدر ہو کہ ہم عرب میں جائیں۔ مدت ہوئی کہ کوئی ۲۵-۲۶ سال کا عرصہ گذرا ہے ایک دفعہ مینے خواب میں دیکہا تہا کہ ایک شخص میرا نام لکہ رہا ہے تو آدہا نام اس نے عربی میں لکہا ہے اور آدہا انگریزی میں لکہا ہے۔ انبیاء کے ساتہہ ہجرت بہی ہے لیکن بعض رویا نبی کی اپنے زمانہ میں پورے ہوتے ہیں۔ اور بعض اولاد یا کسی متبع کے ذریعہ سے پورے ہوتے ہیں۔ مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قیصر و کسریٰ کی کنجیاں ملی تہیں۔ تو وہ ممالک حضرت عمر

حمد و سپاس حق

شکر خدا کہ ہم نے۔ پایا ہے وہ زمانا
جس میں کہ تہا مقدر۔ عیسٰے مثیل آنا
آیا مثیل عیسٰے۔ حضرت غلام احمدؑ
تبلیغ حق سنانے۔ لیکن نہ تمنے مانا
تمنے سنایا اوسکو۔ عیسٰے ہے آسمان پر
آوے گا تا وہ مارے۔ دجال جو ہے کانا
قتل دجال کر کے۔ جاوے گا سوئے مسجد
مہدیؑ کے پیچھے صف میں۔ کرنے ادا دوگانا
اُس نے کہا کہ عیسٰے۔ کشمیر میں ہے مدفون
جہوٹی ہے سب کہانی۔ عیسٰے مسیح کا آنا
فرقان کی کونسی آیت۔ اور کس حدیث میں ہے
عیسٰے ناصری کا۔ زندہ فلک پہ جانا
جتنے بڑے تھے عالم سب نے کہا مرا ہے
کس نے لکہا ہے زندہ۔ ہمکو ذرا بتانا
آویگا جو زمین پر۔ ہوگا مثیل عیسٰے
مہدیؑ اُسیکو سمجہو۔ دہوکا کہیں نہ کہانا
دو نو جدا نہیں ہیں۔ وہ ایک ہی بشر ہے
جو قادیان میں آیا۔ لیکن نہ تمنے جانا
ارض و سما برابر۔ تصدیق کر چکے ہیں
تکذیب تم نہ کرنا۔ مت گالیان سنانا
مہمان ہوا ہمارا۔ یہہ مصطفٰے کا خادم
خدمت سے پیش آو۔ ہرگز نہ جی چرانا
ہان قادیان میں جاکر۔ کر لو نیاز حاصل
تکذیب کرنا چہوڑ دو۔ چہوڑ و یہ دل دکہانا
مانو یہی مسیح ہے۔ آنا تہا جس نے آیا
اسوقت کو عزیزو۔ اچہا نہیں گنوانا
کیا تم جواب دو گے۔ پوچہیگا جبکہ خالق
آیا تہا تم میں عیسٰے۔ مانا تہا یا نہ مانا
خاموش ہو رہو گے۔ الزام سر پہ لیکر
سننا نہیں ہے اُس نے۔ تمسے کوئی بہانا
اب وقت ہے عزیزو۔ محزون کی بات مانو
ہرگز نہیں ہے ہرگز۔ اس عمر کا ٹہکانا

(رقیمہ نیاز محمد یوسف احمدی محزون از مردان ضلع پشاور

کیا ضروری نہیں ہے

(۱) خریداران الحکم کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ بوقت خط و کتابت اپنی خریداری کا نمبر جو کہ انکی چٹہوں پر نام کے ساتہہ ہی چہپا ہوا ہے۔ ضرور دیا کریں ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف۔

(ایڈیٹر)

حضرت اقدس کی پُرانی تحریرین جو کبہی کہیں نہیں چہپین

(خاص الحکم کے کالمون مین شایع ہونے والے مضامین)

مراتب توحید

مراتب توحید کی باعتبار ترقیات معرفت نفس کے تین ہین

پہلا مرتبہ توحید کا یہہ ہے جو خدا کو شرک جلی سے جو بدیہی البطلان ہے منزہ اور پاک سمجہے اور وہ ظلم صریح اور کذب فاش جو بہ نسبت ذات باری کے مشرک لوگ اختیار کرتے ہین اس سے توبہ کرے یہہ وہ مرتبہ معرفت نفس کا ہے جو معلومات بدیہیہ مین سے ہے کہ جسمین کسی نوع کی نظر اور فکر کی حاجت نہین اور یہہ توحید اسلئے بدیہی ہے جو مشارکت ممکن الک الذات کے ذات واجب باری سے متصف نہین پایگا بلکہ خلاف مراد باتون کے تحت مین مقہور اور مغلوب دیکہے گا اور یہ امر ایسا ظاہر ہے کہ باوجود انکے مقہور چیزون کو ایک ذات قاہر کے ساتہہ برابر کرنا سخت حماقت اور اشد سفاہت ہے پس یہ وہ توحید ہے جو لاحظ صفت قاہریت باری تعالےٰ سے جو اجلی بدیہات ہے پیدا ہوتی ہے اسلئے یہہ توحید کسی نظر اور فکر پر موقوف نہین بلکہ بدیہی توحید ہے اور اسی وجہ سے اس توحید کے لئے ہر ایک شخص سے مواخذہ ہے خواہ وہ ادنے سے ادنے عقل رکہتا ہو اور اسی کا باعث سے ترک کرنا اس توحید کا قابل بخشش نہین۔

اور اثر اس توحید کا خوف اور توبہ اور التزام حق اور ترک ناحق ہے کیونکہ مشاہدہ صفت قاہریت باری تعالےٰ سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف کے غلبہ سے انسان ایک قسم کا ظلم چہوڑتا ہے اور حق اختیار کرتا ہے اسی جہت سے توریت مین جو اس توحید کے قایم کرنے کی تاکید کرتی ہے التزام حق اور ترک ناحق کی تاکید ہے اور اسی کے مناسب حال ہے جو توریت مین دانت کے عوض دانت اور آنکہہ کے عوض آنکہہ فرمایا گیا تا انسان التزام حق کی ورزش پیدا کرے اور کثرت التزام سے حق پر قایم ہونے کا ملکہ حاصل ہو۔

غرض شرک جلی وہ ہے جو اُن چیزون کو خدا کا شریک ٹہیرانا کہ جنکو بہ بداہت نظر خدا کے کامون سے کچہہ واسطہ اور تعلق نہین بلکہ مقہور اور مجبور ہین مثلاً کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ فلان دیوتی نے مجہکو بیٹا دیا ہے حالانکہ کسی دلیل سے ثابت نہین کہ اولاد بخشنے کا اس ہستی کو اختیار ہے۔ بلکہ اوس کا مقہور ہونا ثابت ہے۔

دوسری توحید یہ ہے جو خدا تعالیٰ کو شرک خفی سے کہ جس کا دریافت کرنا نظر اور فکر پر موقوف ہے منزہ اور پاک سمجہے اور وہ توحید یہ ہے جو اسے شرک سے توبہ کرنا جو بظاہر نظر وہ شرک صحیح اور درست معلوم ہوتا ہے اور اون چیزون کا اُن کامون سے تعلق پایا جاتا ہے۔ جیسے واقعاً دیکہا جاتا ہے جو آگ جلاتی ہے اور پانی سردی پہونچاتا ہے اور سورج سے روشنی پہونچتی ہے اور کوئی دیتا ہے اور کوئی چہینتا ہے لیکن دقیق نظر کرنے سے ثابت ہوتا ہے جو موثر حقیقی ایک ہی ہے اور سب عطا اور منع اور عزت اور ذلت اور راحت اور زحمت اُسی ایک کی طرف سے ہے اور یہ توحید ملاحظہ تصرف باری تعالےٰ سے پیدا ہوتی ہے یعنے جب انسان بغور تمام تصرفات الٰہیہ کو دنیا پر دیکہتا ہے اور اُسے تجارب کثیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کیونکر خدا تعالےٰ عقلمندون کی تدبیرون کو توڑ کر اپنی تقدیر ظاہر کرتا ہے تو اوسکو خدا کی تقدیر کے آگے تمام اسباب منقطع نظر آتے ہین یہہ مرتبہ اگرچہ نظر اور فکر سے سمجہہ مین آسکتا ہے لیکن کمال بصیرت اس مین جو حق الیقین کا مرتبہ ہے بجز تنبیہات خاص باری تعالےٰ کے حاصل نہین ہوتی اور اس کامل بصیرت کے لئے انسان خدا کی تنبیہ کا محتاج ہے۔ جو اُسکو اس معرفت کامل پر تنبیہ کرے اور خدا نے بطور نمونہ کے اس تنبیہ کو اپنے کلام معجز نظام مین بیان فرما دیا ہے تا جو شخص اپنا ذاتی تجربہ نہ رکہتا ہو تو وہ اُس یقینی واقعہ کو سنکر یہہ درجہ معرفت کامل کا حاصل کرے۔ اور اس تنبیہ سے سارا قرآن شریف بہرا ہوا ہے کہ کیونکر معاندین اور مخالفین دین نے بالاتفاق یہہ ارادہ کیا جو نور اسلام کو بجہا دین مگر خدا نے پہلے ہی سے تبلا دیا جو اُس نور کو وہ نہین بجہا سکینگے۔

یریدون ان یطفوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ اور ایسا ہی فرمایا سنریھم ایاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم اور ایسا ہی فرمایا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ پس ان ایات مین خدا نے ثابت کرکے دکہلا دیا ہے جو خدا کے ارادہ کے مقابلہ پر کوئی تدبیر پیش نہین جاتی اور وہی عزت دیتا ہے اور وہی ذلت، جیسا فرماتا ہے

قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر۔

پس خدا نے کمال یقین کے دلانے کے لئے یہہ نمونہ قایم کیا پس یہ نمونہ تصرفات الٰہیہ پر ایسا یقین پیدا کراتا ہے جو مجرد عقل سے وہ یقین حاصل نہین ہو سکتا۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ یہ درجہ توحید کا ملاحظ تصرفات باری تعالےٰ سے پیدا ہوتا ہے اور اثر اس توحید کا توکل اور امید اور صبر اور خدمت اور تقویٰ اور طہارت اور کرم اور عفو اور رحم ہے۔

تیسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ جسکے سمجہنے کے لئے مجرد نظر اور فکر کافی نہین اور نظر اور فکر بطور ظن غالب کے تو اوس تک پہونچا سکتی ہے لیکن مجرد نظر سے کوئی درجہ یقین کا اُس مین حاصل نہین ہوتا بلکہ کم سے کم اس کا علم الیقین بہی تبہی حاصل ہوتا ہے کہ جب ساتہہ اوس کے کسی قدر تزکیہ نفس کا ہو اور مرتبہ حق الیقین کا اسمین تب حاصل ہوتا ہے کہ جب کامل طور پر تزکیہ نفس کا ہو کہ جسمین کامل طور پر محبت الٰہیہ لازم ہے۔

یہہ وہ مرتبہ توحید کا ہے کہ جسمین انسان شہود ہستی حقیقی باری تعالےٰ سے اپنی ہستی اور دوسری تمام مخلوقات کی ہستی کو کالعدم اور لاشے اور نابود سمجہے اور احدیت ذات باری تعالےٰ کا ایسا اُسپر غالب آجائے کہ اُسکی آنکہہ دوسری چیزون کے دیکہنے سے بالکل خیرہ اور ماندی ہو جائے اور اپنے وجود سے ایسا کہویا جائے کہ کچہہ بہی اوس کا نام ونشان نہ ہے یہہ مرتبہ بذریعہ محبت کامل کے ملتا ہے اور بذریعہ محبت کامل کے ہی کامل طور پر سمجہہ آتا ہے۔ اسی مرتبہ کے حصول پر سعادت عظمیٰ انسان کی موقوف ہے۔ مگر اب یہ سوال ہے کہ یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مرتبہ تکمیل قوت نظریہ اور تکمیل قوت عملیہ سے حاصل ہوتا ہے تکمیل قوت نظریہ کی ضرورت اسلئے ہے کہ اس مرتبہ کے حصول کے لئے جہانتک ممکن ہو اسبات پر یقین کامل حاصل ہونا ضروری ہے کہ خداوند تعالےٰ جو صانع عالم ہے موجود ہے اور وہ مبدء ہے تمام فیضون کا اور جامع ہے تمام خوبیون کا اور مرجع اور محتاج الیہ ہے تمام مخلوقات کا اور اوس کا ہر یک نفس پر احسان ثابت ہے اور اوس کی ہر یک شے پر رحمت محیط ہے اور اُسکی ہر یک چیز پر قدرت نافذ ہے اور وہ بےمثل ہے اپنی ذات مین اور بےنظیر ہے اپنی خوبیون مین اور لاثانی ہے اپنے احسانات مین اُسکے ارادہ اور خواہش کا کوئی مانع نہین اور اوس کے تصرفات کا کوئی مزاحم نہین اور اُسکے ملک مین کوئی شریک نہین ہر ایک چیز اُس کے ہاتہہ مین مقہور اور مغلوب ہے اور ہر یک وجود اُسکی صنعت اور ہر یک بقا اوس کے سہارے اور آسرے سے ہے اس مین کسی نوع کا نقصان نہین اُسمین کوئی بہی عیب نہین اسمین کسی طرح سے کمزوری نہین اور وہ کسی چیز سے غافل اور بےخبر نہین۔ اخلاق فاضلہ مین کوئی اُسپر سبقت نہین لے جاسکتا اُسکے رحم کی طرح کسی کا رحم نہین اوس کے احسان کی طرح کسی کا احسان نہین اُسکی پردہ پوشی اور ستاری اُسکی مغفرت اور غفاری بےمثل ہے اوس کے فضلون کا کوئی حد اور کنارہ نہین اُسکی نعمتون کا کوئی شمار نہین اور اوس کی مانند کوئی وفادار نہین ایک ہی نہین ہر ایک خوبی جو سوچو اس مین موجود ہے اور ہر یک عمدہ خلق جو خیال کرو وہ اُسی مین ہے اوس کو کس سے مثال دین وہ تو اپنی تمام خوبیون مین بےنظیر ہے وہی محبوب ہے اگر کوئی سوچے وہی خوب ہے اگر کوئی خیال کرے اُسکے حسن کی تجلیات دلون کو کہینچ لیتی ہین اُسکی نگہ کے لطیف جذبات روحون کو مست کر دیتے ہین۔ اے انسان جس لذت کو تو چاہتا ہے وہ خدا مین ہی ہے اور جس خوشی کا تو طلبگار ہے وہ اُسی مین ہے تیری ساری نیکنامی تیری تمام عزت اُسی کے پیوند مین ہے وہی حاکم ہے جسکے ہاتہہ مین تیری جمیع مہمات مین وہی معالج ہے جسکے پاس تیری تمام دردون کا علاج ہے وہی دانا مدبر ہے جسکو تیری بگڑے ہوئے کامون کی تدبیر یاد ہے اُسی کو تیری بہتری کے طریق معلوم ہین اور وہی اخلاص سے تیری بہتری کا خواہان ہے۔ اے مغرور جب تو عاجز ہو جائے گا تو بغیر اوس کے تجہہ پر کون رحم کریگا اور جب تو دردمند ہو کر گر پڑے گا بجز اوس کے کون تیرے دردون کا معالج ہوگا اور جب تو ناکارہ ہو کر بستر پر پڑیگا تو بجز اوس کے کون تجہے پوچہے گا۔ بجز اوس کے کون وفادار ہے جو ہر حال تیری بہارون کو اٹہاتا رہے گا۔ اے نادان وفاداری کس سے ڈہونڈہتا ہے کیا انسان سے جو سخت خود مطلب ہے اور محبوب کسکو بناتا ہے جس مین ہزار کثافت موجود ہے۔

جو شخص اس جہان مین اندہا رہا ہے وہ دوسرے جہان مین بہی اندہا ہوگا خدا سے الگ رہنا بڑا بہاری وبال ہے اُس سے مُنہہ پہیرنا بڑی بدنصیبی ہے۔ اُسکی الوہیت کا یہی تقاضا ہے جو ہر یک بندہ اُسکے سامنے تذلل کرے موت اور فوت اور ہر یک طرح کی عجز اور درماندگی جو خدا نے بندہ کو لگا دی ہے یہہ صریح اس بات پر دلیل ہے جو خدا نے کسیکو اپنے ساتہہ برابر کرنا نہین چاہا اور ہر یک چیز کا تذلل دیکہنا چاہا ہے پس سعادت انسان کی اسی مین ہے کہ جو اُس نے چاہا ہے وہ حال آپ قبول کرے اور موتوا قبل ان تموتوا کا جامہ پہن لے اور اگر ایسا نکرے گا تو اس جہان مین بہی اُس جہان مین بہی ذلت دیکہے گا اور حضرت قدیم کو اُسکی کچہہ پروا نہین کہ جب یہ تمام امور علیٰ وجہ البصیرت معلوم ہون تو موجب توجہ الی اللہ ہونگے اور محبت الٰہیہ کی تحریک کرینگے +

مسلمانان جاوا کی آئندہ حالت

مصر کے ایک نامی صحیفہ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ کسی فرنگستانی اخبار میں مندرجہ بالا عنوان پر میری نظر سے ایک مضمون گذرا تھا اس سے مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعلق جس قدر حالات سے میں واقف ہو چکا ہوں انہیں ہدیہ ناظرین کروں۔

اسوقت جزائر جاوا ہالینڈ کے ماتحت ہیں جزیرۂ جاوا میں عرب ۱۲۰۳ھ میں گئے۔ اور اسپر قابض ہو گئے۔ بلکہ اس کے قرب و جوار کے اور بہت سے شہروں پر انہوں نے اپنا تصرف جما لیا۔ ابتدائے حکومت ہی سے اس میں اسلام پھیلتا گیا۔ اور جاوا کا اکثر حصہ مشرف باسلام ہو گیا اس کے بعد بارہویں صدی ہجری میں سوماٹرا بورنیو اور میلبز تک اسلام پھیل گیا لیکن بلحاظ سلطنت یہاں کی کیفیت یہ ہے کہ یہاں کوئی مستقل بادشاہ نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ ہر ایک شہر کی سلطنت الگ تھی چنانچہ یہاں کے مشہور شہر بانٹن۔ بٹر کبو بلیس۔ بوقر۔ شاسخور۔ بامذوغ۔ فاروت۔ جوکچہ۔ سوراکرتہ۔ سرمایا۔ سماراغ۔ ماکلنوغن۔ اور تیغل وغیرہ کی یہی کیفیت تھی۔ اور اب یہ تمام شہر ہالینڈ کے ماتحت ہیں لیکن ڈچ حکومت ان پر نہایت سختی کرتی ہے اسلئے وہ گورنمنٹ سے نہایت خائف رہتے ہیں۔

اسپر زیادہ تر افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمانان جاوہ امور دینیہ سے محض جاہل اور ناواقف ہیں نیز ان میں ایسا کوئی بھی شخص نہیں ہے جو انہیں مذہبی امور کی تعلیم دے سکے۔ بارہویں صدی ہجری میں بھی اس جزیرہ میں بہت سے عرب آئے۔ لیکن وہ سب تجارتی کاروبار میں مصروف رہتے ہیں امور دینیہ سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان کے اخلاق و عادات اور افعال بھی جاویوں جیسے ہی ہیں۔

ہالینڈ نے جاویوں کی تعلیم کا اچھا انتظام کر رکھا ہے اور جابجا اون کے لئے مدارس کھول رکھے ہیں۔ مگر وہاں کے عرب اس سے مستثنےٰ و محروم ہیں۔ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ عرب ان کی اس تعلیم سے ناخوش ہیں۔ اسلئے کہ ان کے مدارس میں مسیحی مذہب کی تعلیم دیجاتی ہے اور ابتداءً ان مسائل کی تعلیم ہوتی ہے۔ جو مذہب اسلام کے برخلاف ہیں۔ قطع نظر اسکے تعلیم قرآن اور عربی خط و کتابت سیکھنے کی ان کو ممانعت کر دی گئی ہے۔ اسلئے وہ عربی زبان نہیں لکھ پڑھ سکتے حکومت نے ان کو جاویوں سے خلط ملط رہنے کی بھی ممانعت کر دی ہے اور ان پر اتنے اس حد تک تعصب روا رکھا ہے کہ اگر کوئی حاکم انہیں قرآن کریم یا کوئی اور مذہبی کتاب پڑھتے ہوئے دیکھ لے تو ان کو سخت سزا دیجاتی ہے۔ میلاد شریف پڑھنے کی بھی سخت ممانعت ہے۔ جاوہ کے مسلمانوں پر چونکہ جہالت غالب ہے اسلئے ان کی طبیعت جاویوں سے بھی زیادہ سخت ہے۔ ان میں کچھ علماء بھی ہیں وہ حتی الامکان ان کی اصلاح کی بہت کوشش کرتے رہتے ہیں گو حکومت کی سیاست کے لحاظ سے ان کی جانب سے جو کچھ بھی سعی ہوتی رہتی ہے وہ نہایت خطرناک ہوتی ہے۔ اسلئے کہ حکومت کو انکے علماء سے خصوصیت کے ساتھ تعصب ہے۔ چنانچہ وہ اون کے علماء کو اکثر قید کرتی رہتی ہے۔ بلاد جاوہ میں ہم اس قسم کے امور کا شب و روز مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔

ناظرین! مسلمانان جاوہ کی اس حالت سے ان کی آئندہ حالت کا خود اندازہ کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانان جاوہ کا انجام کیا ہونا ہے۔

اسکے قریب ایک جزیرہ اور واقع ہے جو سوماٹرا کے نام سے مشہور ہے۔ سلطنت عباسیہ کے اخیر زمانہ میں جوہانشاہ نامی شخص ۳۰ ہزار سپاہ سے اسپر متصرف ہوا تھا جب سے اب تک اس جزیرہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ یہ لوگ جاویوں کا برابر مقابلہ کرتے رہتے ہیں اور اب قریب ۵۰ سال سے جاویوں سے جنگ کر رہے ہیں اور یہ جنگ صرف جاویوں کیطرف سے ہے۔ اور اس لئے ہے کہ سوماٹرا میں ایک سونے کی کان ہے۔ جاوی چاہتے ہیں کہ ان سے کسیطرح یہ کان چھین لیں۔ مگر اب تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ تمام بلاد سوماٹرا اسوقت تک اسلامی حکومت ہی کے تابع ہیں۔ مگر ہالینڈ ہمیشہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ سوماٹرا اسکے قبضہ میں آجائے اور گو اسے اب تک کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔ تاہم اسے سوماٹرا کے بعض بعض سواحل پر تسلط کر لیا ہے اسکے قریب کے برنیو خلا۔ نونستانک وغیرہ اور دیگر جزیروں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ بھی مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔ ان جزیروں میں الماس اور دیگر قیمتی پتھروں کی کانیں بھی پائی جاتی ہیں۔ اور سوماٹرا میں سونے کے علاوہ کوئلہ کی بھی کانیں ہیں۔

تقسیم بنگال کے متعلق گورنمنٹ کا اعلان

ذیل کا اعلان (جسکے متعلق صاحب وزیر ہند باجلاس کونسل نے حضور ملک معظم کی منظوری کا حوالہ دیا ہے) شائع کیا جاتا ہے۔

جدید صوبہ مشرقی بنگال و آسام

گورنر جنرل بہادر ان اضلاع کو جو فی الحال چیف کمشنر آسام کے زیر انتظام ہیں انڈین کونسلز ایکٹ ۱۸۶۱ء (۲۴ و ۲۵ وکٹوریا ۶۷) کے بموجب ایسا صوبہ بنانا چاہتے ہیں جس پر احاطۂ فورٹ سینٹ جارج و بمبئی کی امن و فلاح کے لئے وضع قوانین و ضوابط کے متعلق اس قانون کی دفعات منطبق ہو سکینگی۔ ہز ایکسیلنسی یہ بھی ہدایت کرتے ہیں کہ صوبۂ مشرقی بنگال و آسام کے نام سے معروف ہوگا اور پکارا جائیگا اور آنریبل مسٹر جاسف بامپفلڈ فلر سی ایس آئی۔ سی آئی ای۔ آئی سی ایس حال چیف کمشنر آسام اس صوبہ کے پہلے لفٹنٹ گورنر مع ان اختیارات کے ہونگے جو اس عہدہ سے متعلق ہیں۔ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل اکتوبر ۱۹۰۵ء کی سولہویں تاریخ کو وہ دن مقرر کرتے ہیں جبکہ قانون مذکورہ نفاذ پذیر ہوگا۔ اور پندرہویں تاریخ اسکے لئے مقرر کرتے ہیں۔ کہ صاحب لفٹنٹ گورنر قوانین و ضوابط مرتب کرنے میں اپنی مدد کے واسطے ممبر نامزد کر لیں گورنر جنرل بہادر مزید اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ صوبۂ مذکور کے بنجانے پر اضلاع ڈھاکہ۔ میمن سنگھ۔ فرید پور۔ باقر گنج۔ ٹپرا۔ نواکھالی۔ چاٹگام۔ کوہستانی اضلاع چاٹگام۔ راجشاہی۔ دیناج پور۔ جلپگوری۔ رنگپور۔ بوگرا۔ پبنا۔ اور مالدہ جو اب بنگال ڈویژن احاطہ قلعہ ولیم کا جزو ہیں۔ آئندہ سے اوس ڈویزن کے ماتحت یا اس کی حدود میں شامل نہیں رہینگے۔ اور صوبۂ مشرقی بنگال و آسام کی لفٹنیٹ گورنری میں شامل ہو جائینگے۔

دوسرا اعلان حسب ذیل ہے:-

ان اختیارات کے بموجب جو ان کو گورنمنٹ ہند کے ایکٹ ۱۸۶۵ء کی دفعہ ۴ کی رو سے حاصل ہیں گورنر جنرل بہادر اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء سے ضلع سنبھلپور (سوائے زمینداری چندرپور پدم پور اور پھلجھر کے) جو اب ممالک متوسط کا جزو ہے آئندہ سے بنگال ڈویزن احاطۂ قلعہ ولیم میں شامل ہوگا۔

(اختیارات ہائی کورٹ)

ذیل کا اعلان بصیغۂ ہوم شائع کیا جاتا ہے بموجب اختیارات عطا کردہ انڈین ہائی کورٹ ایکٹ ۱۸۶۵ء دفعہ ۴۔ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر قلعۂ ولیم بنگال کو اختیار دیتے ہیں کہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء سے حضور ملک معظم کی سلطنت ہند کے اس حصہ میں جسمیں سوائے زمینداری چندرپور پدم پور اور پھلجھر کے ضلع سنبھلپور بھی شامل ہے تمام وہ اختیارات عمل میں لائے جو ہائیکورٹ مذکور وقتاً فوقتاً ان مقامات پر استعمال کرے جسکے لئے وہ قائم ہوئی تھی۔

درخواست نکاح

۱- ایک نوجوان احمدی شیخ قانونگو عمر ۱۹ سال خواندہ جسکی دوکان سوداگری کتب فروشی و جلد سازی شہر جموں میں ہے اچھی حیثیت اور معقول گذارہ رکھتا ہے کسی احمدی بھائی کے ہاں شادی کا خواہشمند ہے۔ مزید حالات خط و کتابت سے معلوم ہو سکتے ہیں جو شیخ رحیم بخش معرفت نظام الدین احمدی و سوداگران اردو بازار جموں کے نام ہونی چاہیئے۔

۲- مولوی غلام رسول صاحب راجیکے جو ایک عالم آدمی ہیں بڑے دیندار اور مخلص احمدی ہیں غیر احمدیوں میں ناطہ کرنا برا سمجھتے ہیں نوجوان ہیں عمر کوئی ۲۵-۲۷ سال کی ہوگی۔
میں ذاتی طور پر مولوی صاحب ممدوح کو جانتا ہوں بڑے شریف الطبع اور مخلص احمدی ہیں جو صاحب ان سے رشتہ کرنا چاہیں بذریعہ ایڈیٹر الحکم یا براہ راست مولوی غلام رسول صاحب راجیکے ضلع گجرات سے خط و کتابت کریں۔

ملکِ شام کی سیر

معزز معاصر وکیل نے المؤید سے ترجمہ کرکے مندرجہ بالا عنوان پر ایک دلچسپ مضمون شایع کیا ہے جسکو مین ناظرین الحکم کی دلچسپی اور علم واقفیت کے لئے درج کرتا ہون۔ لیکن مین یہ بہی ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ بعض مقامات (میری اپنی رائے مین) اصلاح طلب ہین۔ مثلاً کنیسہ مریم مین مریم علیہا السلام کی قبر کا ذکر ہے مین یقیناً سمجہتا ہون کہ یہہ فرضی قبر ہے کیونکہ حضرت مریم علیہا السلام کی قبر دراصل کشیر مین ہے۔ مسیح کی صلیب کے وقت مسیح کے شاگردون کا خاص منشاء یہ تہا کہ وہ اس واقعہ کو مشتبہ کرین اور کسیکو اس طرف متوجہ نہ ہونے دین کہ حضرت مسیح کشمیر کی طرف چلے آئے ہین۔ اسلئے جو باتین عام طور پر مشہور ہو گئین وہ مشہور چلی آئی ہین۔ ایسا ہی اور بہی بعض مقام اصلاح طلب ہین۔ ایڈیٹر۔

ہمارا نامہ نگار اپنے سفر شام کے حالات حسب ذیل لکہتا ہے امید ہے کہ وہ خاص دلچسپی سے پڑہے جائینگے کیونکہ انمین مزارات انبیاء علیہم السلام اور قبور اولیاء کرام کی عجیب و غریب کوائف مندرج ہین۔

اس سفر مین پہلے ہم بمقام یافا پہونچے اور اس کے دلپسند اور لطیف باغون کو دیکہا۔ زیتون۔ سنگترے لیمون یہان عمدہ پیدا ہوتے ہین۔ یہان کے سنگترون کی سالانہ آمدنی محاصل دولت علیہ کو پچاس ہزار پونڈ سے کم نہین ہوتی۔ سنگترے دور دراز ممالک تک جاتے ہین کیونکہ یہان کا سنگترہ دوسرے ممالک کے سنگترون سے کہین زیادہ لذیذ ہوتا ہے یافا کے سیر سپاٹے سے فارغ ہوکر ہم روانہ قدس شریف ہوئے۔ راستہ مین میدان کم اور پہاڑی زمین بہت ہے۔ قدس مین پہونچکر ہمنے پہلے باب الخلیل اور قلعۂ داؤد کا سیر کیا۔ اس مقدس شہر کی مسجد اقصےٰ مسلمانون یہودیون۔ عیسائیون سب کی نظرون مین باعزت ہے جسکے حق مین باریتعالےٰ کلام پاک مین فرماتے ہین سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ شہر کے لوگ اسکو حرم شریف کہتے ہین اس مسجد مین قبہ صخرۂ شریفہ ہے جسکے نقش و نگار دیکہکر عقل دنگ رہجاتی ہے۔ اس کے اندر اور باہر تمام کلام اللہ کی آیات منقش ہین جو سنہری اور روپہری حروف مین اسطرح جگمگا رہے ہین جیسے ستارے آسمان پر۔ اس قبہ صخرہ کے نقش و نگار اور آیات کلام اللہ کی خوشخطی و زرنگاری پر خلفاء بنی امیہ نے بہت کچہہ مال و متاع صرف کرکے اسقدر مزین کیا ہے کہ دوری سے بقعۂ نور نظر آتا ہے۔ یہ قبہ صخرہ الگ ہے اور اسی کا حصہ صخرہ مبارکہ الگ جسپر حضرت سلیمانؑ کا ہیکل تہا۔ اور جسپر مدت تک حضرت ابراہیم کا مذبح رہا۔

اسی مسجد اقصےٰ مین حضرت ذکریاؑ کا عبادتخانہ ہے جسکو محراب شریف کہتے ہین۔ کلام اللہ مین بہی اسکا ذکر ہے كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جامع مسجد بہی وہین ہے جسکی بنا آپنے بیت المقدس مین داخل ہوتے وقت رکہی تہی۔

مسجد اقصےٰ کی ایک پُرانی دیوار ہے جسکے پاس ایک خاص مقام پر عصر کے وقت یہودی لوگ خصوصًا ۔۔۔ جمعہ کے دن جمع ہوتے اور زار زار روتے ہین اور ان باتون کو یاد کرکے چیختے چلاتے ہین کہ کبہی ملک پر ہم ہی حکمران تہے۔ عیسائیون کے آنے سے ہماری جمعیت بکہر گئی۔ اور ہماری حکومت ایسی گئی کہ پہر واپس نہ آئی۔ اسی گریہ وزاری کے وقت ہر ایک یہودی کے ہاتہہ مین کتاب تلمود کا ایک نسخہ ہوتا ہے، جسکو وہ بطور تبرک اپنے پاس رکہتا ہے۔ یہود کے اس مقام اجتماع کو ابراج یا مبکی الیہود یعنے یہود کے رونے کی جگہ کہتے ہین۔ حرم کے اندر یہود کے لئے داخل ہونا حرام ہے لیکن عیسائیون کو مباح ہے جب چاہین داخل ہون

مسجد کے اردگرد ایک وادی ہے جسکو وادی یوشافٖ کہتے ہین۔ یہود کا اعتقاد ہے کہ جو مردہ اس زمین مین دفن کیا جائے وہ بہشت مین پہونچ جاتا ہے۔ اسی وادی مین وہ چشمہ* ہے جسکی نسبت مشہور ہے کہ حضرت مسیح اسکے پانی کو کوڑہیون اور مادرزاد اندہون کو اچہا کرتے تہے۔ اس چشمہ کا نام عین السلوان (یعنے تسلی کا چشمہ) ہے۔

بیت المقدس مین کئی گرجے ہین۔ بڑا گرجا کنیسۃ القیامتؔ ہے۔ یعنے حضرت مسیح کے دوبارہ مرکر جی اُٹہنے کی جگہ۔ جس قبر مین حضرت مسیح دفن کئے گئے تہے وہ عیسائیونکی حج کا مقام ہے۔ اس کی وہ نہایت تعظیم کرتے ہین۔ اسی کنیسہ کے پاس جبل الجلجلہ ہے۔ جہان حضرت مسیح عیسائیون کے زعم مین صلیب پر چڑہائے گئے جیسا کہ انجیل مین ہے عمر آپکی اسوقت ۳۳ سال تہی آپ کے ساتہہ ۲ چور بہی سولی دئے گئے تہے وہان ایک غار ہے جس سے وہ اصلی صلیب دستیاب ہوئی تہی جسپر آپ کو مصلوب کیا گیا تہا اس گرجا مین یہود کو داخل ہونے کی اجازت نہین بلکہ اگر اس کے آگے سے بہی گذر جاوین تو مجرم قرار دئے جاتے ہین۔

دوسرا کنیسہ مریم ہے جس مین مریم صدیقہ کی قبر ہے اور تیسرے کنیسہ مین حضرت مریم کے والدین کی قبرین ہین چوتہے گرجا کا نام کنیسۃ الصعود ہے یہ گرجا ایک پہاڑی پر ہے جسکو جبل الزیتون و جبل الطور بہی کہتے ہین عیسائیون کا خیال ہے کہ اس پہاڑ سے حضرت مسیح علیہ السلام اٹہائے گئے تہے۔ اس پہاڑ پر آجکل ایک جدید گرجا نہایت عالیشان تعمیر کیا گیا ہے جو اپنے بانی ماسکاب کے لحاظ سے اوس کا بدر کہلاتا ہے پانچوان وہ گرجا ہے جس مقام مین یہود نے حضرت مسیح کو قید رکہا تہا اس مقام کو متبرک سمجہکر عیسائیون نے گرجا تعمیر کیا ہے۔

چہٹا گرجا یعقوب کے نام سے جبل صیہون پر واقع ہے بیت المقدس سے ڈیڑہ گہنٹہ کی مسافت پر ایک گرجا کنیسۃ المہد کے نام سے ہے جہان حضرت مسیح علیہ السلام تولد ہوئے اور وہ غار جس مین اون کی والدہ دودہ پلاتی رہین اوسپر ایک عالیشان گرجا تعمیر کیا گیا ہے اس کنیسہ سے بیت المقدس کو جاتے ہوئے راستہ مین حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ راحیل کی ایک قبر آتی ہے۔

بیت اللحم اور اوسکے علاقہ مین یہودیون کے بادشاہ ہیرودولیس اطفال کے قتل کا حکم دیا تہا اور مریم صدیقہ اپنے بیٹے مسیح کو لیکر مصر کو بہاگ گئی تہین ان تمام مقامات پر نہایت خوشنما اور پختہ گرجے تعمیر کئے ہوئے ہین جن کی زیارت کو دور دور سے پادری اور عیسائی آتے ہین اور بڑے بڑے قیمتی ...... چڑہاوے چڑہاتے ہین کنیسۃ الحبس اور دیر یاہ یعقوب یہ دونو آرمینیہ کے قبضہ مین ہین بعض کو بادشاہ قسطنطین نے اور بعض کو اوس والدہ ہیلانہ نے تعمیر کرایا ان گرجون کی چوٹیون پر ایسے ایسے قیمتی جواہرات جڑے ہوئے ہین کہ ان کی قیمت مشخص کرنے سے بڑے بڑے جوہر شناس بہی عاجز آجاتے ہین۔

قدس کے اندر حضرت داؤد کی قبر ہے اوس کے پڑوس مین عشاء ربانی کا مقام ہے جہان حضرت مسیح اپنے ۱۲ شاگردون کے ساتہہ شام کا کہانا کہاتے تہے جن مین یہودا اسکریوطی بہی تہا جس نے آپکے ساتہہ کہانا کہا کر یہ حق ادا کیا کہ یہودیون کو خبر کرکے آپکو گرفتار کرا دیا اور قدس مین وہ مقام بہی ہے جہان حضرت مسیح نے مہمانون کے پاؤن دہوئے اس جگہ بیت عنیاہ ہے جہان الیعاذر مدفون ہے جسے حضرت مسیح نے مرنے سے چار روز بعد زندہ کیا تہا* (عیسائیون کے عقیدہ کے موافق ایڈیٹر الحکم)

قدس سے دو گہنٹون کی مسافت پر ایک عالیشان گرجا ہے جسکا نام عین المکارم ہے یہ یوحنا رسول یعنی حضرت (یحیٰ) کے تولد کا مقام ہے۔ دوسو سال ہی یہ گرجا لاطینی لوگون نے تعمیر کیا ہے ہی کے پاس وہ وادی ہے جہان حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت بادشاہ پتہر سے ہلاک کیا تہا اور قدس سے چار گہنٹہ کی مسافت پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد ہے جس مین حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق و حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام اور اون کے ازواج مطہرات کے مزار مبارک ہین۔ ان مزارون مین سوائے مسلمانون کے کسی یہودی اور عیسائی کو اندر جانے کی اجازت نہین اور حضرت موسی علیہ السلام کا مزار مبارک قدس سے ۶ گہنٹہ کے راستہ پر ہے۔ یہان سال کے بعد مسلمان ایک عظیم الشان جلسہ کرتے ہین اور ایک خاص تاریخ پر دور دور سے مسلمان اس مزار کی زیارت کو آتے ہین حضرت مسیح کے گرجاؤن سے کنیسۃ القیامۃ ایک بڑا مہتم بالشان گرجا ہے۔ جسکی زیارت کو لاکہون عیسائی اطراف عالم سے آتے ہین۔ اس گرجا کی کنجی بہی مسلمانون ہی کے ہاتہہ مین ہے۔

بیت المقدس ایک عالیشان شہر ہے جس مین ہر ملک اور ہر مذہب کا آدمی پایا جاتا ہے نصف کے قریب تو یہود ہین۔ جو چارون طرف عالم سے وہان آکر آباد ہوئے ہین اور قدس مین کنون کا پانی پیتے ہین وہان چشمے بہی ہین جن کے سبب سے باغون مین بڑی رونق رہتی ہے۔ یہان کے باشندے زیتون کی لکڑی سے عجیب عجیب صنعت کی چیزین طیار کرتے ہین اور بیت اللحم کے باشندے صدف کی صنعتون مین کمال درجے کے ماہر ہین۔

بیت المقدس کی نسبت حضرت سلطان المعظم کا ایک لطیفہ مشہور ہے جو یہ ہے کہ یورپ کے بادشاہون مین سے ایک نے آپ سے سوال کیا۔ کہ تمہارے پیغمبر مکہ سے بیت المقدس تک کونسی سواری پر سوار ہوکر پہونچے تہے۔ تو آپ نے فی الفور تبسم کرتے ہوئے جواب دیا کہ اُسی گاڑی پر جس پر حضرت مسیح سوار ہوکر آسمان پر تشریف لے گئے تہے۔ فی الحقیقۃ حضرت امیر المومنین نے ایک لطیف اور دندان شکن جواب دیا جس سے بڑہکر خصم کو ساکت و لاجواب کرنے والا جواب ہو نہین سکتا۔

علاقہ فلسطین اگرچہ خیر و برکت کا گہر ہے مگر شام تو زمین پر خدا کا بہشت ہے۔ عام طور سے شام کا لفظ دمشق پر بولا جاتا ہے۔ ہم بیروت سے ریل پر سوار ہوکر دمشق کو روانہ ہوئے اور سات گہنٹہ مین دمشق پہونچے۔ ریل سے اُترتے ہی جامع اموی دور سے نظر پڑی اس کے دیکہنے کو رواں ہوئے تمام دنیا کی جامع مسجدون سے سوائے جامع قرطبہ اندلس کے کوئی اس کی برابری نہین کر سکتی۔

پانچ سال گذرے ہین کہ اس مسجد کو آگ لگی تہی۔ اس سے پہلے یہ مسجد بیت المقدس قبہ صخرہ سے بہی زیادہ خوشنما تہی۔ وہ آگ اسکی حسن خوبصورتی کو ملیامیٹ کر گئی۔ جنہون نے اس کے وہ نقش و نگار و صنعت کے گلزار دیکہے ہین وہ اون کو یاد کرکے آٹہ آٹہ آنسو روتے ہین اور تمام یورپ کے تاریخ دان خاصکر ان تاریخی خزائن کے گم ہوجانے کا سخت افسوس کرتے ہین جنپر اوس آگ نے یکقلم پانی پہیر دیا۔ اس لاثانی عمارت کو چار ہزار سال گذرے ہین۔ پہلے یہ آفتاب پرست بادشاہون کا معبد تہا۔ پہر اسی کو گرجا بنایا گیا۔ پہر

* سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف مسلمانو! کہو کیا کہتے ہو؟ مسیحی معجزات کی حقیقت کچھ سمجھ سکتے ہو۔ ایڈیٹر الحکم۔

مسلمان بادشاہون نے اس گرجا کو جامع مسجد بنا دیا اس مین ایک مقام ہے جس مین کہتے ہین کہ حضرت یحیٰی بن ذکریا علیہ السلام کا سر مبارک مدفون ہے۔ اس مسجد مین تین منار نہایت عالیشان اور بہت ہی بلند ہین انہین سے ایک کا نام حضرت مسیح کا منار ہے اس کی نسبت بعض* کا اعتقاد ہے کہ اخیر زمانہ مین اسپر حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے اُتر ینگے۔ اس جامع مسجد کے صحن کے متصل ایک مقام مین سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا مزار مبارک ہے۔

دمشق مین نورالدین شہید محمود ابن زنگی اور ظاہر بیبرس کی قبرین ہین۔ جس محل مین نورالدین شہید خاص سکونت رکھتا تہا جامع مسجد کے آگے وہ محل ابتک موجود ہے۔ اور اسی محل کے اندر اس کی قبر ہے۔

دمشق مین ہی معاویہ کبیر (یزید کے باپ) اور معاویہ صغیر (یزید کے بیٹے) کی قبرین ہین۔ اور معاویہ کبیر کی قبر قرافہ مین ہی ہے باوجودیکہ تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ جب خلفاء عباسیہ کو خلافت ملگئی تو انہون نے بنی امیّہ کی قبرین اکہاڑ کر اون کی ہڈیان جلادی تہین اور اون کی راکھ کو ہوا مین اڑا دیا تہا۔

اور قرافہ مین بعض اہل بیت اور مشاہیر علماء و شعراء کی قبرین بہی ہین۔ مثلاً حضرت بلال رضی اللہ عنہ آنحضرت کے مؤذن کی قبر اور عبداللہ بن ام مکتوم کی قبر جنکے حقمین آیۂ کریمہ عَبَسَ وَتَوَلّٰی اَنْ جَآءَہُ الْاَعْمٰی نازل ہوئی تہی۔ اور وہین حضرت ابی عبیدہ بن جراح مبشّر بالجنّۃ فاتح شام کی قبر مبارک ہے۔ اور آپ کے پڑوس مین یزید بن معاویہ امیر شام کی قبر ہے۔

محلہ صالحیہ دمشق کے ایک کنارہ مین صوفیۂ کرام کے امام ملقب بہ شیخ اکبر مصنف فتوحات مکیّہ و فصوص حضرت محی الدین ابن عربی رح کا مزار مبارک ہے اور اس کے ایک طرف ایک حجرہ مین امیر عبدالقادر جزائری کی قبر ہے جو کئی سال دولت فرانس سے لڑتا رہا۔

دمشق مین نہایت خوشنما منظر وہ چبوترہ ہے جو شاہ جرمن کے آنے پر بنایا گیا تہا۔ یہ جبل قیسون کے نیچے نہایت تکلف سے آراستہ کیا گیا ہے۔ اس چبوترے پر کہڑے ہوکر دیکھنے سے شہر دمشق درختون کے جہنڈ اور سبزہ زار کے درمیان نہایت خوش منظر اور دلربا نظر آتا ہے۔ یہی سبزہ زار اور باغات کا خوشنما نظارہ ہے جس کا نام کتابون مین غوطۂ دمشق کے نام سے موسوم ہوا ہے۔ یہان کہڑے ہوکر دیکھنے سے انسان کو یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ دمشق لاکلام دنیا پر جنت ہے ؎

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است ہمین است ہمین است

دمشق کے باغات اور زراعتین نہر بردی سے سیراب ہوتی ہین۔ جو نہر تورہ سے نکلتی ہے۔ اور جسکا معاون چشمہ فیجہ ہے۔ اس چشمہ کا پانی شیرین اور نہایت صاف ہے۔ ایسا عجیب پانی سارے ملک شام مین کسی چشمہ کا نہین۔

دمشق کے باشندے آزاد مزاج شریف طبع مہذّب اور خوش خُلق ہین۔ کسی اجنبی سے ملاقات کرین تو سیدی " سیدی " کرکے بولتے ہین۔ اور نہایت مہربانی و لطف سے پیش آتے ہین۔ یہان مسلمان۔ یہود۔ عیسائی تینون مذاہب کے لوگ ہین۔ جو آپس مین بڑے اتفاق سے رہتے سہتے ہین۔ بخلاف بیروت کے۔ کہ وہانکے لوگ اکثر بدخلق اور فتنہ پرداز ہین۔

دمشق مین عجیب عجیب میوجات پیدا ہوتے ہین۔ چنانچہ زرد آلو آٹہہ نو قسم کا پایا جاتا ہے۔ بلدی۔ حموی۔ بشتوی۔ تدمری۔ عجمی۔ سوٹی قسم کے نہایت شیرین اور اعلٰے درجہ کے لذیذ ہوتے ہین۔ موںہہ مین ڈالو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حلوے کا لقمہ ہے اور طرفہ یہ کہ یہان اس قسم کے لذیذ میوے اتنے ارزان ہین کہ باغون مین جاکر ایک دو پیسے دیدو اور سیر ہوکر کہالو۔ اتنا میوہ اگر مصر مین خریدین تو ایک ریال (۱۲ ؁) مین بہی نہ مل سکے۔ ایسے ہی یہان توت بہی بڑے موٹے موٹے اور شیرین کئی قسم کے پائے جاتے ہین۔ اور پہر سستے ایسے کہ باغون مین تو انکی کوئی قیمت ہی نہین۔

پانی کی یہان وہ کثرت ہے کہ شہر کے گلی کوچون مین صاف شفاف پانی کی نالیان پڑی بہہ رہی ہین۔ یہان کے قابل دید مقامات مین یہود کے محلہ مین خواجہ شمعا یہودی کا محل ہے جسپر سونے کے نقش و نگار ایسی صنعت سے کئے گئے ہین کہ دیکہکر عقل حیران رہجاتی ہے۔ ان نقش و نگار پر ۴۰ ہزار پونڈ خرچ ہوا ہے اس مکان کی کاریگری دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہین۔ اس یہودی کی ریس پر دمشق مین کئی ایک دولتمند مسلمانون اور عیسائیون نے بہی ایسے ہی مکان بنوائے اور نقش و نگار پر ہزارون پونڈ خرچ کئے مگر اس کی برابری نہ ہوسکی دمشق کی آبادی تین لاکہہ پچاس ہزار کی ہے۔

دمشق کی سیر سے فارغ ہوکر مین بعلبک کو روانہ ہوا وہان پہونچکر اس شہر کے مشہور قابل دید معبد قدیم کو دیکہا جو پرانے قلعہ کے نام سے مشہور ہے جسکی تعمیر کو چار ہزار سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے اور وہ مصر کی تمام عمارتون سے بڑی اور عالیشان عمارت ہے اور اپنی پختگی اور خوبصورتی کے باعث روئے زمین کی عمارتون سے سبقت لے گئی ہے۔ اس عالیشان عمارت کی اینٹ اینٹ آثار مشرقی کاریگرون کے علم ہندسہ اور علم عمارت مین بینظیر ماہر ہونیکی خبر دیتی ہین اور اس کے بے مثل نقش و نگار سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا پر اس عمارت کی کوئی نظیر آجتک کسی کاریگر سے نہین بن سکی اس کے اندر جانے کا ٹکٹ ترکون کو ایک ریال مجیدی اور دوسرے لوگون کو غیر سکّون کے حساب سے اسی رقم کے مساوی پر ملتا ہے۔ اس عمارت کے پاس ایک پہاڑ ہے۔ جس سے پتھر کاٹ کاٹکر اس عمارت مین لگایا گیا ہے وہ آجتک معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے پتھر کاٹا گیا ہے کسی زمانہ مین جرمن حکومت نے اس معبد پر بیس ہزار پونڈ خرچ کرکے اس کی زینت کو اور بھی بڑہا دیا ہے۔ میری موجودگی مین شہر بعلبک کے اندر ایک عظیم جلسہ تہا جس مین گورنر شام بہی موجود تھے۔ مشاہیر علاقہ۔ ارکان دولت عثمانیہ اور شام کے بڑے بڑے فاضل بہی آئے ہوئے تہے۔ جلسہ مین بڑے بڑے پُرزور لکچر عربی زبان مین دئے گئے جلسہ قابل دید تہا اتفاق سے مین بہی شامل ہوگیا اور جلسہ کا لطف اٹہایا آخر حضرت جلالتمآب کے لئے دعائین مانگی گئین اور سب اہل جلسہ آمین آمین پکارنے لگے۔

بعلبک مین راس العین نام ایک مشہور چشمہ ہے۔ اس کا پانی نہایت صاف اور شیرین ہے۔ اسی چشمہ کے طفیل بعلبک مین عجیب عجیب باغات ہین۔ جنکے سبب سے دور دور علاقون تک سیرابی و سرسبزی ہی نظر آتی ہے۔ اس چشمہ سے جو نہر نکلتی ہے بہت سارے علاقہ کو سیراب کرتی چلی گئی ہے۔ اس کے دونون طرف درختون کے جہنڈ نظر آتے ہین۔

سیر بعلبک سے فراغت پاکے مین ریل پر سوار ہوکر شہر حمص کو روانہ ہوا پہلے پہل مینے حضرت خالد بن ولید سیف اللہ شیر خدا کے روضۂ مبارکہ کی زیارت کی اس مزار مبارک کی تعمیر کو اکیسو بیس سال گذرے ہین۔ امیر احمد پاشا عکا کے گورنر نے اسکو نہایت خوبصورت طرز پر تعمیر کرایا تہا۔ آجتک اس کے خوشنما نقش و نگار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی عمارت ختم ہوئی ہے اور معمار ابہی کام ختم کرکے اترے ہین مزار کے اردگرد چینی بہرکر خط طغرا مین آیات کلام اللہ خود امیر احمد پاشا نے لکہی ہین۔ جن کا ہر ایک حرف ستارۂ درخشان کیطرح آسمان جلالت پر چمک رہا ہے القصہ امیر مرحوم کی خوشخطی دیکہکر عقل حیران رہ جاتی ہے حضرت خالد شیر خدا کا مزار بہی ایسا بارعب ہے کہ سچ مچ اسکو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس مین کوئی قاتل کفار فاتح ممالک و امصار خواب راحت مین آسودہ ہے اور اسی شہر مین عمر بن عبدالعزیز خلیفۂ اموی کا مزار مبارک ہے۔ یہی مزار ہے جسکو خلفاء عباسیہ نے بنی امیّہ کی قبرون سے باقی چہوڑا اور کچہہ نقصان نہین پہونچایا۔ کیونکہ صاحب قبر کے عدل اور تقوی پر سب کو اتفاق ہے۔ یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چارون خلیفون کے بعد یہ پانچوان خلیفہ آنحضرت کا مانا گیا ہے۔

حمص مین ایک ویران قلعہ ابراہیم پاشا کی یادگار ہے جسمین دلچسپی کے سامان مفقود ہین۔ علی ہذا نہر عاصی کا نظارہ بہی کچہہ دلکش نہین۔ کیونکہ پانی اسکا ہمیشہ گدلا رہتا ہے شام کی تمام نہرون سے یہ بے مزہ نہر ہے اسکے کنارہ پر شہر عکا کو دیکہا۔ یہ بڑا عالیشان شہر ہے۔ ستر ہزار آدمی کی آبادی ہے تجارت کی یہان بڑی بہاری منڈی ہے حمص سے مین ریل پر سوار ہوکر جبل لبنان کے شہرون مین سے ایک شہر زحلہ مین گیا۔ یہ دو پہاڑی وادیون مین آباد ہے۔ جنکے درمیان نہر بردونی جاری ہے۔ اس نہر کا پانی نہایت میٹہا اور ٹہنڈا اور بہت ہی صاف ہے یہانتک کہ اسکی تہ مین پڑے ہوئے پتھر کنکر اوپر سے نظر آرہے ہین۔

شہر زحلہ کی عمارتین پہاڑ پر سیڑہیونکی طرح اوپر کو چلی گئی ہین جو رات کو اندہیرے مین چراغون کے جلنے سے ایک ستارون والا آسمان معلوم ہوتا ہے۔ اور دور سے یہ نظارہ عجیب لطف دیتا ہے۔ اس شہر مین جدہر جاؤ اوپر نیچے دائین بائین آگے پیچہے ہر ایک طرف پانی چلنے کا آوازہ نہایت دلکش سنائی دیتا ہے۔ اور میوہ دار باغ ہر طرف لہراتے ہوئے عجیب لطف دکہلا رہے ہین۔ اس شہر مین ۲۰ ہزار کی آبادی ہے۔ اگرچہ اس مین لبنانی لوگ ہی آباد ہین لیکن علاقہ شام کا ہی شمار کیا جاتا ہے۔

اسکے بعد مین شہر صوفر مین پہونچا۔ یہ شہر سمندر کی سطح پر ۱۴۰۰ میٹر بلند واقع ہوا ہے۔ اگر مین کہون کہ بلحاظ اعتدال آب و ہوا کے یہ شہر تمام روئے زمین کے شہرون سے معتدل اور خوشگوار ہے تو کچہہ مبالغہ نہ ہوگا۔ اس شہر کا سیر کرکے پہر مین بیروت کیطرف واپس ہوا۔ بیروت کو شام کے شہرون سے کوئی ایسا امتیاز نہین سوائے اس کے کہ علم کا بڑا چرچا ہے مدارس بہت ہین۔ کتب خانے قسم قسم کے موجود ہین۔ اہل علم بکثرت ہین۔ چھاپہ خانے اور جرائد کی بہار ہے گری مصر کی سی پڑتی ہے۔ پہاڑ پر عمارتین سیڑہیون کی طرح نہایت خوشنما ہین۔ ضروریات زندگی کے تمام سامان موجود ہین۔ تجارت گاہ تمام ملکون کی ہے۔ حتّٰی کہ یہان کی مطبوعات روئے زمین پر جاتی ہین۔ بیروت کی زمینین نہر الکلب سے سیراب ہوتی ہین۔ شہر کی آبادی ایک لاکہہ پچاس ہزار ہے +

*. ایڈیٹر الحکم۔ لفظ بعض خاص توجہ کے قابل ہے +

پُرانی نوٹ بک کا ایک صفحہ

اطمینان قلب

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اس کے عام معنے تو یہی ہیں کہ اللہ تعالے کے ذکر سے قلوب اطمینان پاتے ہیں لیکن اس کی حقیقت اور فلسفی یہہ ہے کہ جب انسان سچے اخلاص اور پوری وفاداری کیساتھ اللہ تعالے کو یاد کرتا ہے اور ہر وقت اپنے آپ کو اس کے سامنے یقین کرتا ہے اس سے اس کے دل پر ایک خوف عظمت الہٰی کا پیدا ہوتا ہے۔ وہ خوف اسکو مکروہات اور منہیات سے بچاتا ہے اور انسان تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالے کے ملائکہ اسپر نازل ہوتے ہیں اور وہ اسکو بشارتیں دیتے ہیں اور الہام کا دروازہ اسپر کھولا جاتا ہے اسوقت وہ اللہ تعالے کو گویا دیکھ لیتا ہے اور اسکی وراء الورا طاقتوں کا مشاہدہ کرتا ہے پھر اسکے دل پر کوئی ہم و غم نہیں آسکتا اور طبیعت ہمیشہ ایک نشاط اور خوشی میں رہتی ہے۔ اسی لئے دوسرے مقام پر آیا ہے لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون۔ اگر کوئی ہم و غم واقع بھی ہو تو اللہ تعالے اپنے الہام سے اسکے لئے خارجی اسباب انکے دور کرنے کے پیدا کر دیتا ہے یا خارق عادت صبر انکو عطا کرتا ہے۔

(۲۱ ستمبر ۱۹۰۱ء)

دنیٰ فتدلیٰ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اوپر کیطرف ہو کر نوع انسان کی طرف جھکا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال اعلےٰ درجہ کا کمال ہے جسکی نظیر نہیں ملسکتی اور اس کمال میں آپ کے دو درجہ بیان فرمائے ہیں ایک صعود۔ دوسرا نزول۔ اللہ تعالے کی طرف تو آپکا صعود ہوا یعنے خدا تعالے کی محبت اور صدق و وفا میں ایسے کھینچے گئے کہ خود اس ذات اقدس کے دنو کا درجہ آپ کو عطا ہوا۔ دنو۔ اقرب سے ابلغ ہے اسلئے یہاں یہ لفظ اختیار کیا۔ جب اللہ تعالے کے فیوضات اور برکات سے آپ نے حصہ لیا تو پھر بنی نوع پر رحمت کے لئے نزول فرمایا۔ یہ وہی رحمت تھی جسکا اشارہ اللہ تعالے نے ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین فرمایا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم قاسم کا بھی یہی سر ہے کہ آپ اللہ تعالے سے لیتے ہیں جو کچھ لیتے ہیں اور پھر مخلوق کو پہونچاتے ہیں۔ پس مخلوق کو پہونچانے کے واسطے آپکا نزول ہوا۔ اس دنیٰ فتدلیٰ میں اسی صعود اور نزول کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علو مرتبہ کی دلیل ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے آنے کے وقت دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو استعارات کو حقیقت پر محمول کر لیتے ہیں اور حقیقت کو استعارہ بنانا چاہتے ہیں یہ گروہ ان کی شناخت سے محروم رہ جاتا ہے لیکن ایک اور گروہ ہوتا ہے جو اللہ تعالے کے فضل اور اسکی تائید سے اصل حقیقت کو پا لیتے ہیں وہ استعارہ کو استعارہ اور حقیقت کو حقیقت ٹھیراتے ہیں۔ جیسے یہودیوں نے حضرت مسیح کی آمد کے وقت ملاکی نبی کے صحیفہ کی بنا پر کہا کہ مسیح کے آنے کی یہہ نشانی ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے آئے مسیح علیہ السلام سے جب انہوں نے یہی سوال کیا تو انہوں نے اس پیشگوئی کو تو تسلیم کر لیا لیکن یہ فیصلہ کر لیا کہ آنے والے ایلیا سے مراد یحییٰ ہے۔ یہودی اس فیصلہ کو سنکر یحییٰ کے پاس پہونچے وہ اس مباحثہ سے بکلی بے خبر اور ناواقف تھے۔ انہوں نے ایلیا ہونے سے انکار کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ یہودیوں کی مخالفت اور بھی تیز ہو گئی۔ اور انہوں نے اصل حقیقت سے بے خبر ہو کر ظاہر الفاظ پر زور دیا اور اسطرح خدا تعالے کے ایک سچے نبی کا انکار کر دیا نہ صرف انکار کیا بلکہ ہر طرح سے اسکی بے حرمتی کرنے کی کوشش کی اور آخر خدا تعالے کے نزدیک ایک مغضوب اور لعنتی قوم ٹھیر گئے۔ اب غور کرو کہ اگر ایلیا کا آنا درست تھا اور حضرت یحییٰ کی شکل میں ایلیا کا بروزی رنگ میں آنا درست نہیں تو ہمارے مخالف مسلمان بتائیں کہ ملاکی نبی کے صحیفہ کی پیشگوئی کو مد نظر رکھکر حضرت عیسےٰ کی نبوت کا کیا ثبوت ہے؟ پھر یقیناً وہ نبوت ثابت نہیں ہوسکتی اور دوسری مشکل یہہ پڑتی ہے کہ حضرت عیسےٰ جو مردوں کو زندہ کرنیوالے تھے کیوں انہوں نے ایلیا کو زندہ نہ کر لیا۔ اس سے دو باتیں لابدی ثابت ہوتی ہیں اول یہہ کہ اللہ تعالے کی یہ عادت اور سنت نہیں کہ وہ مردوں کو دوبارہ دنیا میں بھیجے اور زندہ کرے دوسری یہ کہ مسیح نے کوئی مردہ زندہ نہیں کیا۔ پس خوب غور کرو اگر بروزی آمد ایلیا کی مراد نہو گی تو مسیح کی نبوت جاتی رہے گی۔ اور پھر اسکی زد اسلام اور قرآن شریف پر پڑیگی۔

اسوقت مسیح کے آنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر دوسرے وجوہ اور ضروریات کو چھوڑ دیا جاوے تو سلسلہ مماثلت موسوی کے لحاظ سے بھی سخت ضرورت ہے اسلئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں آئے تھے غرض میں تو پھر فرقہ کی ایک نظیر پیش کرتا ہوں لیکن جو یہہ کہتے ہیں کہ نہیں خود حضرت مسیح ہی دوبارہ آئیں گے انہیں بھی تو کوئی نظیر پیش کرنی چاہئے۔ اور اگر وہ نہیں کرسکتے اور یقیناً نہیں کرسکتے تو پھر کیوں ایسی بات کرتے ہیں جو محدثات میں داخل ہے۔ محدثات سے پرہیز کرو کیونکہ وہ ہلاکت کی راہ ہے۔ یہودیوں پر غضب الٰہی اسیوجہ سے نازل ہوا کہ انہوں نے خدا تعالے کے ایک رسول کا انکار کر دیا اور اس انکار کے لئے انکو یہ مصیبت پیش آئی کہ انہوں نے استعارہ کو حقیقت پر حمل کیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مغضوب قوم ٹھیر گئی۔ اس کا ہم شکل مقدمہ اب بھی پیش ہے مجھے مسلمانوں کی حالت پر افسوس آتا ہے کہ ان کے سامنے یہودیوں کی ایک نظیر پہلے سے موجود ہے اور پانچ وقت یہ اپنی نمازوں میں غیر المغضوب کی دعا کرتے ہیں۔ اور یہ بھی بالاتفاق مانتے ہیں کہ اس سے مراد یہود ہیں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس راہ کو یہہ کیوں اختیار کرتے ہیں۔ ایک ہی رنگ کا مقدمہ جب کہ ایک جج کے حضور فیصلہ ہوچکا ہے اب اس فیصلہ کے خلاف مسیح کو خود آسمان سے یہہ کیوں اتارتے ہیں؟ آپ ہی مسیح نے ایلیا کے مقدمہ کا فیصلہ کیا اور ثابت کر دیا کہ دوبارہ آمد سے بروزی آمد مراد ہوتی ہے اور ایلیا کے رنگ میں یحییٰ آیا۔ مگر اب یہ مسلمان اس نظیر کے ہوتے ہوئے بھی اسوقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک خود مسیح کو آسمان سے نہ اتار لیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ تم اور تمہارے سب معاون مل کر دعائیں کرو کہ مسیح آسمان سے اتر آوے پھر دیکھ لو کہ وہ اترتا ہے یا نہیں میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر تم ساری عمر ٹکریں مارتے رہو اور ایسی دعائیں کرتے کرتے تمہارے ناک بھی رگڑے جاویں تب بھی وہ آسمان سے نہیں آئیگا کیونکہ آنیوالا تو آچکا۔

پھر میں کہتا ہوں کہ یہی وقت تو ہے جو اسے آسمان سے اترنا چاہئے اگر اترنا ہے کیونکہ تمہارے خیال میں ایک مفتری اور کاذب مدعی مسیح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اگر فی الواقعہ یہی سچ ہے کہ مسیح نے آسمان سے آنا ہے تو چاہئے کہ اللہ تعالے اب اسے اتارے تاکہ دنیا گمراہ نہو کیونکہ ایک کثیر جماعت تو مجھے مسیح موعود تسلیم کر چکی ہے اگر اسوقت وہ نہ آیا تو پھر کب آئیگا؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ خدا تعالے کاذبوں اور مفتریوں کی مدد کرے؟ اگر ایسا کبھی ہوا ہے تو نظیر پیش کرو اور پھر بتاؤ کہ راستبازوں کی سچائی کا کیا معیار ہے۔

اس مقدمہ میں خوب غور کرکے دیکھ لو کہ حق پر کون ہے؟ عقل اور نور فراست ہمارے ساتھ ہے اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ہیں کیونکہ آپنے معراج کی رات حضرت مسیح کو مردوں میں دیکھا۔ پھر صحابہ کا اجماع مسیح کی وفات پر ہوچکا ہے قرآن شریف میری تائید کرتا ہے۔ اور اسکے بعد اللہ تعالے نے خاص تائیدات سماویہ سے میرے دعوے کو سچا کیا ہزاروں ارضی اور سماوی نشان میری سچائی کے ظاہر کئے۔ اسقدر شواہد اور دلائل کے ہوتے ہوئے میں کیونکر تسلیم کر لوں کہ جو کچھ یہہ کہتے ہیں صحیح ہے۔ جب کہ خدا تعالے کی کھلی کھلی وحی مجھے مسیح موعود ٹھیراتی ہے پھر میں ان ملانوں کی بات مانوں یا خدا کی وحی پر ایمان لاؤں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالے کی وحی کو میں ہرگز نہیں چھوڑ سکتا خواہ ساری دنیا میری دشمن ہو جاوے اور ایک بھی شخص میرے ساتھ نہو میں خدا تعالے کے تازہ بتازہ کلام کو کیونکر جھٹلا سکتا ہوں پھر ایسی حالت میں کہ اسکی روشن تائیدیں میرے ساتھ ہیں۔

اگر قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح کے فیصلہ کو یہ سب پیچھے دیتے ہیں تو وہی خدا تعالے خود ان سے مطالبہ اور محاسبہ کرے گا۔

ایک اور عجیب بات ہے کہ جب ہم ایلیا کا قصہ پیش کرتے ہیں اور یہودیوں کا اعتراض سناتے ہیں جو حضرت مسیح پر انہوں نے کیا تھا اور کچھ جواب نہیں آتا تو کہدیتے ہیں کہ یہ کتابیں محرف مبدل ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ سب کچھ سہی قومی تواتر اور تاریخ کو کیا کہو گے وہ بھی تو کوئی چیز ہے اسے کیونکر رد کرو گے؟ اگر قومی تاریخ اور تواتر بھی رد کرنے کے قابل ہے تو پھر بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہوں کے وجود پر کیا دلیل ہوگی؟ یقیناً کوئی نہیں اس سے معلوم ہوا کہ قومی تواتر اور تاریخ کو ہم کبھی چھوڑ نہیں سکتے۔ اور یہ مسئلہ نزول ایلیا کا ایسا ہے کہ یہودی اور عیسائی بالاتفاق اسکو مانتے ہیں۔ خود حضرت مسیح بھی اس پیشگوئی کے قائل تھے اگر یہ پیشگوئی صحیح نہ تھی تو انکو اس کی تاویل کرنے کی کیا حاجت تھی وہ سرے سے اسکا انکار ہی کر دیتے اور کہدیتے کہ یہ جو ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہوا تم پیش کرتے ہو بالکل غلط ہے؟ مگر نہیں انہوں نے اسکو صحیح تسلیم کیا اور پھر اسکی تاویل کی۔ یہودی تو یہانتک چلاتے ہیں کہ ایک یہودی کی کتاب میرے پاس ہے وہ لکھتا ہے کہ اگر قیامت کو ہم سے مواخذہ ہوگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھول کر رکھ دیں گے۔ غرض۔ نزول ایلیا کا مسئلہ بڑا صاف اور یقینی مسئلہ ہے اور خود حضرت مسیح کی زبان سے فیصلہ پا چکا ہے اور اس کیساتھ ہی انہوں نے اپنی آمد ثانی کا بھی ذکر کر دیا ہے مگر افسوس ہے لوگ سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ مگر کب تک انکار کریں گے آخر یہہ سچائی روز روشن کی طرح کھل جائیگی اور خود ہی اسطرف رجوع کرینگے اسیطرح جیسے مسیح ابن مریم کے لئے ہوا۔

توحید کا ثبوت

اللہ تعالے کی توحید پر یوں تو ہزاروں دلائل ہیں لیکن ایک دلیل بڑی عام اور صاف ہے اور وہ یہ ہے کہ وضع عالم میں ایک کرویت واقع ہوئی ہے اور کرویت میں توحید ہی پائی جاتی ہے پانی کا قطرہ لو تو وہ بھی گول ہے زمین کی شکل بھی گول ہے آگ کا شعلہ بھی گول ہے ایسا ہی ستارے بھی گول ہیں۔ اگر تثلیث درست ہوتی تو چاہئے تھا کہ ان اشیاء کی اشکال و صور بھی سہ گوشہ اور مثلث نما ہوتیں۔ اسی طرح پر اللہ تعالے نے آدم سے ایک سلسلہ شروع کیا اور آدم ہی پر اسے ختم کیا۔ چنانچہ مسیح موعود کا نام بھی آدم رکھا ہے۔ چنانچہ یہ آدم ثانی قسم کا ہے

ویومن به من ادرکه فمن ادرکه فلیقراء به منی اسلام رواه ابن ابی شیبة کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸

ملت واحدہ خواہد گشت در عہد مسیح موعود علیہ السلام

ترجمہ - از ظاہر شدن مسیح موعود مسجدہا رونق خواہند شد زیرا کہ چون مسیح موعود ظاہر خواہد شد کسر مذہب صلیبی خواہد نمود و خنزیر را قتل خواہد کرد و کسیکہ او را خواہد شناخت بروایمان خواہد آورد و پس کسیکہ از شما او را دریابد پس برو لازم است کہ از جانب من مسیح موعود را اسلام گوید در حدیث نواس بن سمعان آمدہ است ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال رائت ابن مریم یخرج من تحت المنارة البیضاء شرقی دمشق رواہ ابن عساکر - **ترجمہ** - پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند کہ من (بمکاشفہ دیدہ ام) کہ مسیح ابن مریم از زیر منارہ سفید کہ از دمشق جانب مشرق واقع است خواہد برآمد عوض بحدیث مذکور کہ در حق مسیح موعود بجائے لفظ نزول خروج آمدہ است و بحدیث ذیل لفظ بعث آمدہ است - قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واللہ خلیفتی وعلے کل مسلم الی قولہ اذ بعث اللہ المسیح ابن مریم

ترجمہ - و خدا تعالے مسیح موعود را خواہد فرستاد و آنچہ می گویند کہ در عہد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملت واحدہ خواہد شد برحق است زمانہ آنچنانکہ مدعیان حیات گویند کہ در عہد حضرت مسیح موعود ہیچ کافری در دنیا نخواہد ماند - زیرا کہ آیت فاغرینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیامة شاہد است برین کہ در بعض اقوام یہود و نصاری تا قیام قیامت والقراض زمن عداوت و دشمنی باقی خواہد ماند و از عداوت و دشمنی او شان اظہر من الشمس معلوم می شود کہ افراد کفار ہم تا قیامت خواہند ماند و بحدیث نبوی آمدہ است تقوم القیامة والروم اکثر الناس - البتہ بموجب آیت ہو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله - در زمانہ مسیح موعود دین اسلام بحجج باہرہ و ادلہ کاملہ و براہین ساطعہ بفیوضات قدسیہ و انفاس طیبہ مسیح موعود بر ادیان باطلہ غالب خواہد گشت - و بتدریج رجوع تمام اقوام عالم بطیب خاطر بسوئے اسلام خواہد شد زیرا کہ جملہ ترقیات ملل و دول بحسب قانون قدرت تدریجاً می باشند این سبق از حالت بدو اسلام حاصل کردہ مے آید - واما آنچہ مردم منتظر مسیح قاتل و مترصد مہدی جابر می باشند کہ او بقہر ہیبت و شوکت شمشیر مردم را در اسلام داخل کردہ ملت واحدہ قایم خواہد نمود ما ہرگز این چنین مہدی و مسیح را قایل نیستیم زیرا کہ این عقیدہ بالکل خلاف قرآن کریم و برعکس اصول دین متین است زیرا کہ نور حق بنفس خود شمشیر است و بخود قوتے دارد کہ پیش او اعناق اکاسرہ و الملوک خم می شوند و از جبر و قہر طبائع متنفر می باشد اعتقاد حق چیزے است کہ تا وقتیکہ دل انسان بآن مطمئن و متیقن نباشد آن انسان را مومن آن اعتقاد گفتہ نمی شود و کسے چہ طور با ایمان شدن مے تواند کہ بظاہر زبان او گوید ہان و دل او گوید نہ قال اللہ تعالے لا اکراه فی الدین - القرآن جزو ۳ - **ترجمہ** یعنے در اسلام جبر و اکراہ جائز نیست (یعنے کسے را بجبر و قہر در اسلام داخل کردہ نمی شود - افانت تکره الناس حتی یکونوا مومنین - **ترجمہ** - آیا تو بمردم جبر و اکراہ خواہی نمود کہ مومن شوند جزو ۱۱ - قال اللہ تعالے وان احد من المشرکین استجارک فاجره حتی یسمع کلام اللہ ثم ابلغه مامنه ذالک بانهم قوم لا یعلمون - القرآن - جزو ۱۰

ترجمہ - و اگر کسے از مشرکین پیش تو آمدہ پناہ طلبد او را امن دہ تا کلام ایزدی را بشنود بعد از شنودن

مطلب از ختم نبوت

معنے آیت مزبورہ چنین است کہ نیست محمد پدر کسے از مردان شما ولیکن فرستادہ ایزدی و خاتم انبیاء است - مطلب ختم نبوت این است کہ جملہ خوبیہا و کمالات نبوت بر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم شدہ است چنانچہ صاحب القول المستحسن مے نویسد ولا یخفی انه صلے اللہ علیہ وسلم اعطی وحلہ ما اوتی الانبیاء والمرسلین اجمعین - اگر کمالات نبوت از ہر گونہ ختم شدہ بودے پس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم این چنین نمی فرمودند ما من نبی الا له نظیر فی امتی فابوبکر ابراہیم و عمر نظیر موسیٰ و عثمان نظیر ہارون و علے نظیری ومن سره ان ینظر الی عیسیٰ فلینظر الی ابی ذر -

اگر معنے آیت مزبورہ بحسب رائے مخالفین ماست و باب نبوت از ہر گونہ مسدود است پس محققین صوفیائی کرام و اولیائے عظام چرا بمثل ذیل در کتب خود مے نوشتند آیا ایشان معنے این آیت را نفہمیدہ بودند چنانچہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی در فتوحات مکیہ مے نویسد -

فالنبوة مقام عند اللہ یناله البشر مختص بالا کابر من البشر یعطی للنبی المشرع ویعطی للتابع لهذا النبی المشرع الجاری علی سننه ووهبنا له اخاه هارون نبیا - فان النبوة التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما هی نبوة التشریع لا مقامها فلا شرع یکون ناسخاً لشرعه ولا یزید فی شرعه حکماً اخر وهذا معنے قوله ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی - الجزو الثانی من الفتوحات المکیه الباب الثالث والسبعین صفحہ ۳ سطر ۱۰ -

و حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ السلام در کتاب ستین مجالس مے نویسد صورة النبوة ارتفعت و معناها باق الی یوم القیامة -

صاحب کتاب القول المستحسن فی فخر الحسن بطور حاشیہ بذیل صفحہ ۲۲۴ مے نگارد -

محققین صوفیہ نوشتہ اند کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودہ اند و حضرت امیر حامل کمالات ولایت ولہذا کار انبیاء کہ جہاد با کفار و ترویج احکام شریعت و اصلاح امور ملت است از شیخین خوب سرانجام یافت و کار اولیاء از تعلیم طریقت و ارشاد با حوال و مقامات سالکین و تنبیہ بر غوائل نفس و ترغیب زہد در دنیا از حضرت امیر بیشتر مروی گشت و عقلی است کہ استدلال بر ملکات نفسانیہ بصدور افعال مختصہ بآن ملکات میتوان کرد مثلاً اگر شخصے در ہر معرکہ ثبات مے کند و در مقابلہ اقران و صفت سیف و سنان کار از پیش مے برد دلیل صریح بر شجاعت نفسانی او ست بلکہ حب و بغض و خوف و سخاوت دیگر امور باطنیہ از ہمین راہ افعال و معاملات معلوم توان کرد بر ہمین قیاس امتیاز در کمالات باطنیہ شخص مے توان کرد کہ آیا از قسم کمال انبیاء است یا از جنس کمال اولیاء - و زمان شیخین بقیہ زمان نبوة بود - انتہی الحال ترجمہ تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام در باب ختم نبوت نگاشتہ می شود ملاحظہ فرمایند - معنے ختم نبوت ہمین است کہ جملہ خوبیہا و کمالات نبوة بر حضرة محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ختم شدہ اند و برائے آیندہ باب کمالات نبوت مسدود است کہ ہیچ نبی مستقل نخواہد آمد لفظ نبی بدو زبان عربی و عبرانی مشترک است معنے نبی از خدا تعالے خبر یابندہ و پیشگوئی کنندہ است کسانیکہ براہ راست بخداوند تعالی مکالمہ مے کردند و از و خبر ہامے یافتند ایشان را نبی مے گفتند و گویا این اصطلاح شدہ بود مگر از این آیت معلوم می شود